ماہنامہ

انصار اللہ

(صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لیے)

محرم 1435ھ، نبوت 1393ہش/نومبر 2014ء

پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس شمارہ میں

- سلسلہ احمدیہ کیلئے عظیم بشارت
- حضرت امام حسینؓ کا مقام
- آل رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام
- قادیان کا سفر
- جامعہ احمدیہ یو کے سے خطاب
- 1857ء کی جنگ کا پس منظر کیا تھا؟

خلافت کے حقیقی سلطان نصیر

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفة المسیح الخامس / مکرم نصیر احمد انجم صاحب (سابق مدیر)

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

''خلافت کے ساتھ ان کو غیر معمولی تعلق اور پیار تھا اور حقیقی سلطان نصیر میں شامل تھے۔ (دعوت الی اللہ) کا بڑا شوق تھا۔ ہر جگہ مجلس میں جاتے تھے اور ان کو (دعوت الی اللہ کے) میدان میں بھی بڑا عبور تھا۔ لوگوں کو پڑھے لکھوں کو بھی بڑے دلائل سے قائل کر لیا کرتے تھے۔''

(خطبہ جمعہ 18/جولائی 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 8/اگست 2014ء)

صرف احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ انصار اللہ

نبوت 1393ہش ۔ نومبر 2014ء، جلد 6 / 4 شمارہ 11

ایڈیٹر : احمد طاہر مرزا

فہرست

● پیغام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	4	● ثم سکت ...... پھر آپؐ خاموش ہو گئے	24
● نرم گفتاری سے پاک تبدیلی (اداریہ)	7	● نصیر احمد انجم صاحب کا ذکر خیر	26
● سلسلہ احمدیہ کے لئے عظیم بشارت (درس القرآن)	9	● قادیان کا دینی سفر	29
● فضائل درود شریف (درس الحدیث)	10	● عیب پوشی	30
● مقام حضرت امام حسینؓ (امام الکلام)	11	● 1857ء کی جنگ کا پس منظر	31
● ان المحبۃ خُمرّت فی مُھجتی (عربی منظوم)	15	● حسنات دارین (نظم)	36
● ہست داروئے دل کلام خدا (فارسی کلام)	16	● 2014ء کا امن نوبیل انعام جیتنے والے	37
● کوئی دیں، دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے (اردو کلام)	17	● میرے لوگ مر رہے ہیں (نظم)	39
● آلِ رسول عربی ﷺ کا مقام	18	● مجالس کی مساعی	40
● جامعہ احمدیہ یو کے سے حضور انور کا خطاب	22		

مقام اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

”حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت ﷺ کے آل تھے۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 364-365 حاشیہ)

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631 موبائل نمبر مینیجر (0336-7700250)

ویب: ansarullahpk.org قائد اشاعت: quaid.ishaat@ansarullahpk.org

ای میل: magazine@ansarullahpk.org:ansarullahpakistan@gmail.com

پبلشر: عبدالمنان کوثر پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ: مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ دار الصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ سالانہ چندہ 300: روپے ۔ قیمت فی پرچہ: 25 روپے

”ہم تیرے آستاں سے ہو آئے“

”احتیاط، دعا، ذاتی نمونہ، حسنِ خلق، نرمی“

پیغام امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان)

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امسال بھی جلسہ سالانہ برطانیہ میں اس عاجز کو شرکت کی سعادت عطا ہوئی اور جلسہ کی دیگر برکات کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کی زیارت، ملاقات اور مبارک صحبت کی برکت سے حصہ پایا، فالحمدللہ۔ حضور کی امامت میں نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ بالمشافہ خطابات جلسہ وخطبات جمعہ ازدیادِ ایمان وعرفان کا موجب ہوئے، فالحمدللہ۔ لنڈن کے شب وروز میں ہمیں تو پھر سیر کے کچھ مواقع بھی میسر آتے رہے مگر ایک وجود کو مسلسل دن رات ایک کر کے صبح وشام جماعتی خدمات میں ہمہ تن مصروف اور ہردم کمربستہ پایا۔ وہ ہیں ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ آپ کی قابل رشک لائق تقلید مجاہدانہ زندگی کا ادراک حاصل کرنے والے ہر دل سے ایک طرف سے صدائے آفرین بلند ہوتی ہے تو دوسری طرف آپ کے لئے دعائے صحت وعمر اور ترقیات کی تحریک مزید ہوتی ہے، بلاشبہ آج ہمارے پیارے امام سب سے بڑھ کر خدا اور اس کے رسولؐ کی کامل اطاعت ومحبت میں سرشار وجود ہیں، خوش قسمت ہیں ہم جن کے درمیان آج حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی محنت، جدوجہد، عجز وانکسار اور دعاؤں میں کل عالم کیلئے ایسا خوبصورت نمونہ فرزند مہدی کی صورت موجود ہے۔ آپ کے روزمرہ معمولات میں پنجگانہ نمازوں کی بالالتزام امامت کے علاوہ نالہ ہائے نیم شبی دوصد سے زائد ممالک میں پھیلی سینکڑوں جماعتوں اور کروڑوں احمدیوں کے تعلیمی تربیتی اور انتظامی امور کی نگرانی، خطبات جمعہ ودیگر جلسوں وتقریبات کے خطابات کیلئے علمی تیاری، سینکڑوں احمدیوں کے خطوط وفیکسز کا روزانہ مطالعہ اور ان

کے جوابات کیلئے رہنمائی خلافت کے شیدائیوں، ملاقات کے مشتاق احمدیوں اور غیروں سے ملاقاتیں، ایم ٹی اے کے پروگراموں میں شرکت، فکر و دعا کے ساتھ ساتھ عالم (۔) کیلئے خصوصاً اور عالمی امن کے قیام کیلئے عموی کوششیں اور اعلیٰ سطحی ملاقاتیں، الغرض آپ کا لحہ لحہ راہ خدا میں وقف اور سانس سانس دعاؤں اور ذکر الٰہی سے معطر ہے۔ ایک طرف احباب جماعت کی تربیت اور جماعتی ترقی کیلئے کاوشیں ہیں تو دوسری طرف غلبہ دین حق کے لئے جدو جہد۔

جناب عبید اللہ علیم صاحب مرحوم نے خوب کہا تھا:

؎ میں بھی رہا ہوں صحبت جاناں میں ایک شام

آج کل تو جماعت کی ترقی کی وسعت کے پیش نظر امام وقت کی مصروفیات کا یہ عالم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی کسی شام کے چند لمحات کا نصیب ہو جانا ہی غنیمت ہے۔ 18 ستمبر 2014ء کی شام اس عاجز کو بھی چند سعادت بخش لمحات حضور انور سے الوداعی ملاقات کے میّسر آئے۔ آپ کی خدمت اقدس میں اراکین انصاراللہ پاکستان کی طرف سے محبت بھرا **ســلام** پہنچا کر حسب حال **''پیغام''** کے لئے عرض کیا تو فرمایا پیغام تو میں دے چکا ہوں، (حضور کا اشارہ اپنے خطبات جمعہ کی طرف تھا)۔ پھر فرمایا آپ **''احتیاط اور دعا''** کے لئے کہیں پھر لحہ بھر توقف کے بعد فرمایا **''اور ذاتی نمونہ، حسن خلق اور نرمی''** یہ ہے دریا کو کوزے میں بند کر دینے کی خوبصورت مثال! اس پیغام میں ہمارے پیارے امام نے ہمیں ایک بار پھر اللہ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی یاد دہانی کروائی ہے۔ جس کی تفصیل تازہ خطبات جمعہ سے ظاہر و باہر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قبل ازیں بھی اس بارہ میں فرما چکے ہیں:

''ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے عقیدے اور عمل میں یک رنگی اور استقلال ہونا چاہئے۔ اس کا مطلب ہے کہ جن باتوں پر ہم ایمان رکھتے ہیں ہمیں اپنے عمل سے ان کا نمونہ بھی دینا ہوگا۔ اور اس بارے میں مَیں بارہا توجہ دلا چکا ہوں، بلکہ میرے گزشتہ دو خطبات جمعہ کا یہی مضمون تھا۔ یاد رکھیں ہم تب ہی اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے ایک مثالی نمونہ قائم کر سکتے ہیں جب ہمارا قول اور ہمارا فعل ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہوں، ہمارا عمل ہمارے عقائد کی عکاسی کرتا ہو۔ اور یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم کامیابی سے ہمکنار ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کی حفاظت کرنے والے بن سکتے ہیں''

اور دُعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''میں ایک نہایت اہم بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ ہر دم اپنے لئے اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں کیونکہ دعا کے بغیر ہم نہ تو اپنی نسلوں کی تربیت کا اہم فریضہ سر انجام دے سکتے ہیں اور نہ ہی

کسی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں‘‘ (ارشادات حضورانور برموقعہ شوریٰ انگلستان 16 / جون 2013ء)

اسی طرح حضورانور نے فرمایا تھا:

’’میں نے گزشتہ دنوں عملی اصلاح کی بہتری کے تعلق میں خطبات دیئے تھے عہدیداران سب سے پہلے اس کے مخاطب ہیں آپ نے دعاؤں اور استغفار اور تسبیح و تحمید کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اس مقام تک پہنچانا ہے جہاں خدا تعالیٰ کی رحمت کی خاص نظر ہم پر پڑے جو جہاں ہماری روحانی حالتوں کو اس مقام پر لے جائے جہاں ہم اللہ تعالیٰ کے بے انتہا پیار سے حصہ پانے والے ہوں وہاں خدمات دینیہ کے مقام محمود بھی حاصل کرنے والے ہوں۔ اپنے عہدیداران اور اپنی اپنی امانتوں کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ اپنی ذاتی اناؤں کو ختم کر کے خالصتاً للہ اپنی خدمات سرانجام دینے والے ہوں۔ انصاف کو قائم کرنے والے ہوں اور افرادِ جماعت کا دکھ درد محسوس کرنے والے ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ‘‘ (از پیغام برموقع شوریٰ جماعت احمدیہ پاکستان 2014ء)

دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضورانور نے یہ بھی فرمایا تھا:

’’خدا تعالیٰ کے آگے جھک جائیں۔ دعاؤں سے اپنی سجدہ گاہیں تر کرلیں۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پائے ہلانے کیلئے وہ حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے فتوحات کے دروازے کھول دیئے تھے۔ پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو میں خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دعاؤں کو صرف، عام دعائیں ہی نہیں بلکہ خاص دعاؤں کی طرف اب پہلے سے بڑھ کر توجہ دیں۔ بلکہ ان دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہفتہ میں ایک نفلی روزہ بھی رکھنا شروع کردیں‘‘۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 29 / نومبر 2011ء)

’’جب ہر سطح اور ہر تنظیم کا ہر عہدیدار اس مقصد کے لئے بھرپور کوشش کرے گا تو جماعت کے عمومی تربیتی معیار بھی بلند تر ہوتے جائیں گے‘‘ (از پیغام برموقع شوریٰ جماعت احمدیہ پاکستان 2014ء)

اللہ تعالیٰ ہم جملہ انصار بھائیوں کو اور خصوصاً عہدیداران کو حضورانور کے اس پیغام کو کما حقہ سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

[signature]

صدر مجلس انصاراللہ پاکستان

اداریہ

نرم گفتاری سے پاک تبدیلی اور عادت بدلنے سے عملی اصلاح

صحف سابقہ، قرآن کریم، اسوۂ انسان کاملؐ، اور دین حق کے حامل صوفیاء کرام اور بزرگان دین متین کی زندگیوں سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے کہ نرم گفتاری اور پاک زبان کا استعمال انسانی کلام کو پُرتاثیر بنادیتا ہے۔ زبان کی نرمی پہاڑ جیسے سخت دلوں کو بھی ریزہ ریزہ کردیتی ہے۔ نرم گفتاری کی بھی عجیب تاثیر ہے۔ اس زمانے کے مامور نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ:

تیر تاثیر محبت کا خطا جاتا نہیں ‌‌ ‌ تیر اندازو! نہ ہونا سست اس میں زینہار

پس اگر نرم گفتاری اور محبت کے تیر زبان سے چلائے جائیں تو یقیناً پُرتاثیر ہوتے ہیں اور سلسلہ احمدیہ کے زمین کے کناروں تک پھیلنے کی ایک بڑی وجہ یہی محبت کی تعلیمات ہیں جو محبت ہی کی پرتاثیر زبان میں پھیلائی گئی ہیں۔ نرم گفتاری سے نہ صرف دوسروں کو رام کیا جاسکتا ہے بلکہ اس سے اپنی بھی اصلاح ہوتی ہے۔ سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ ہر یک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے۔ ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈا ہوتا ہے۔ بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم رُوح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو۔ تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو۔ تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے۔ اور آسمان پر تم دنیا کیلئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے۔ اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی۔ تمسخر سے بات نہ کرو۔ اور ٹھٹھے سے کام نہ لو۔ اور چاہئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام میں کچھ رنگ نہ ہو۔ تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے۔ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں۔ لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پیدا کرتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ۔ تا سامعین کیلئے موجب ملال نہ ہوں۔ جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے۔ وہ ناپاک ہے۔ اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی۔ اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اُس کے منہ پر جاری ہوتی ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں تو نفسانی جوشوں سے دُور رہو۔ اور کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہیں اور وقت ضائع کرنا ہے۔ بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو۔ نہ قول سے نہ فعل سے۔ تا خدا تمہاری حمایت کرے۔ اور چاہئے کہ دردمند دل کے ساتھ سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرو۔ نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے۔ کیونکہ مُردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھا ہنسی اپنا طریق رکھتا ہے۔ اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اختیار کرنے دیتا ہے۔ سو تم اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات منہ سے مت نکالو۔ کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی۔ اور سفلہ اور کمینہ لوگوں اور اوباشوں کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ تنگ

آمیزاور تمسخر کا جواب دیا جاوے۔ بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پُر حکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو۔‘‘
(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلدنمبر 19 صفحہ 367,363)

اسی طرح پاک تبدیلی پیدا کرنے کیلئے اپنی بری عادات بدلنے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ لاشعوری طور پر اکثر عادتیں انسانی اصلاح کی روک میں حائل رہتی ہیں جیسا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’عادت بھی ایک زنگ ہے جب دل پر بیٹھ جائے تو ہزارہا دلائل ہوں ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا جیسے ایک ہندو کے دل میں گنگا کی جو عظمت بیٹھی ہے اس سے دلائل پوچھو تو کچھ نہ دے گا صرف عادت کے طور پر اس کی بزرگی ہی مانتا جائے گا۔‘‘
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 545)

عملی اصلاح میں روک کے ایک سبب ’’عادت‘‘ کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’عادتیں بعض دفعہ انسان کو بہت ذلیل کروا دیتی ہیں۔ بعض لوگوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ لاکھ سمجھاؤ، نگرانی کرو مگر جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے۔ اُن کی اصلاح مشکل ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہو نہیں سکتی۔ اگر اصلاح نہ ہو سکے تو اُن کو سمجھانے کی ضرورت کیا ہے۔ خطبات میں بھی مستقل سمجھایا جاتا ہے، نصیحتیں کی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا سمجھائے جانے کا حکم ہے۔ اگر ایمان کی کچھ بھی رمق ہے تو نصیحت بہرحال فائدہ دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ مومنوں کو نصیحت کرو اُن کے لئے فائدہ مند ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 20 دسمبر 2013 ءالفضل انٹرنیشنل 10 تا 16 جنوری 2014ء)

پس پند و نصائح اور وعظ کی بھی ضرورت ہے اور عملی اصلاح کے لئے عادات بدلنے کے ساتھ ساتھ تدبیر، دوا اور دعا کرنے میں مداومت اختیار کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عملی اصلاح کے لئے عملی اقدام اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے وارث بن سکیں۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

ہے عمل میں کامیابی موت میں ہے زندگی
جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پرواہ نہ کر

آ گر جائیں ہم سجدہ میں اور سجادوں کو تر کردیں
اللہ کے دَر پہ سر جھکیں جس سا کوئی دربار نہیں

درس القرآن

سلسلہ احمدیہ کیلئے عظیم بشارت

”تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے“

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (سورۃآل عمران :56)

ترجمہ ”اور ان لوگوں کو جنہوں نے تیری پیروی کی ہے ان لوگوں پر جنہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے دن تک بالا دست کرنے والا ہوں“

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ یہ تسلّی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابنِ مریم سے ہوا تھا، مگر مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدۂ عظیم اور بشارتِ عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امّارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق وفجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے تو یاد رکھو اور دل سے سُن لو۔ مَیں ایک بار پھر اُن لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں، بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر (نہ صرف میری ذات تک) بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسانِ کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی، مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے، تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ اس سے زیادہ اور مَیں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اُس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ۔ تا کہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر اَبدی عذاب خرید لیتے ہیں“۔

(ملفوظات جلد اول، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ، صفحہ 64-65)

درس الحدیث

فضائل درود شریف

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّہُ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا یَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَیَّ فَإِنَّہُ مَنْ صَلَّی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیلَۃَ فَإِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِی إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَأَرْجُو أَنْ أَکُونَ أَنَا ھُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیلَۃَ حَلَّتْ لَہُ الشَّفَاعَۃُ ❶

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا: میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک کو ملے گا اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ مَیں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔

کثرت سے درود بھیجنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جو بیشمار برکات نازل ہوئیں ان کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانے تک مجھے استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ بجز وسیلۂ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ❷ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقّے آئے ہیں اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھٰذَا بِمَا صَلَّیْتَ عَلٰی مُحَمَّدٍ''۔(ﷺ)❸

1- (صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ ثم یصلی علی النبیؐ، حدیث نمبر 875)

2-(سورۃ المائدہ:36)

3-(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 128 ح، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

امام الکلام

مقام حضرت امام حسینؓ

ارشادات خلفاء سلسلہ احمدیہ

زندہ حضرت امام حسینؓ ہی ہیں

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ اگر تم سچائی کے دلدادہ اور اسے دنیا میں قائم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہو تو تم اپنے دلوں میں حلف اٹھاؤ کہ چاہے تم پھانسی پر لٹکا دیئے جاؤ تم سچائی کو نہیں چھوڑو گے اور اگر تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو اس عہد کی پابندی نہیں کرسکتا اور یہ جرأت اپنے اندر نہیں رکھتا کہ چاہے وہ پھانسی پر لٹکا دیا جائے سچائی کو نہ چھوڑے تو میں اس سے کہوں گا کہ اگر وہ کوئی اور قربانی نہیں کرسکتا تو یہی قربانی کرے کہ ہم سے الگ ہو جائے ہم اس کو بھی اس کا احسان سمجھیں گے کیونکہ وہ شخص جو سلسلہ میں رہتے ہوئے مداہنت سے کام لیتا ہے وہ نہ صرف سلسلہ کو بدنام کرتا ہے بلکہ (دین حق) کی فتح کو بھی پیچھے ڈالتا ہے تمہارے سامنے آج سے سینکڑوں سال قبل کا ایک نظارہ ہے حضرت امام حسینؓ نے یزید کے سامنے جان دی کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ حضرت امام حسینؓ اپنی جان نہیں بچا سکتے تھے اگر وہ چاہتے تو مداہنت سے کام لے کر اپنی جان بچا سکتے تھے لیکن انہوں نے مداہنت سے کام نہ لیا بلکہ اپنی جان قربان کر دی مگر باوجود اس کے زندہ حضرت امام حسینؓ ہی ہیں، یزید نہیں۔ یزید پر ہر منٹ موت آ رہی ہے میں نے ابھی اس کا نام لیا تو میرا دل اس کے اعمال کے متعلق نفرت و حقارت سے بھر گیا تم نے سنا تو تمہارے دل میں بھی نفرت و حقارت کے جذبات پیدا ہوئے لیکن جب میں نے حضرت امام حسینؓ کا نام لیا تو میرا دل ان کی عزت وعظمت اور محبت سے بھر گیا اور جب تم نے سنا تو تمہارے دل میں بھی ان کے متعلق عزت وعظمت اور محبت کی لہر دوڑ گئی ہو گی تو جو شخص سچائی کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے وہ نہیں مرتا پس تم دشمن کا سچائی سے مقابلہ کرو چاہے تمہاری ساری جائیدادیں چھین لی جائیں چاہے تم کو جھوٹے مقدمات میں مبتلا کر کے پکڑوا دیا جائے اور چاہے جھوٹی گواہیاں دے کر تمہیں قید کرا دیا جائے تم ہمیشہ سچ بولو اور کبھی جھوٹ کے قریب مت جاؤ۔"

(خطبہ جمعہ 21/جون 1935ء بحوالہ خطبات محمود جلد16 ص357-358)

یزید خلافت کا اہل نہیں تھا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

"حضرت عمرؓ کی وفات کے قریب آپ کے پاس لوگوں کے کئی وفود گئے اور سب نے متفقہ طور پر کہا کہ آپ کے بعد خلافت کا سب سے زیادہ اہل آپ کا بیٹا عبداللہ ہے آپ اسے خلیفہ مقرر کر جائیں۔ مگر آپ نے فرمایا مسلمانوں کی گردنیں ایک لمبے عرصہ تک ہمارے خاندان کے آگے جھکی رہی ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ یہ نعمت کسی اور کو ملے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد لوگ آپ کے بیٹے عبداللہ کو خلافت کیلئے منتخب کرتے تو یہ اور بات

ہوتی مگر یہ جائز نہیں تھا کہ حضرت عمرؓ اپنے بیٹے کو خلافت کیلئے خود نامزد کر جاتے۔ اسی طرح اگر معاویہؓ اپنی موجودگی میں یزید کا معاملہ لوگوں کے سامنے پیش نہ کرتے اور بعد میں قوم اسے منتخب کرتی تو ہم اسے انتخابی بادشاہ کہہ سکتے تھے مگر اب تو نہ ہم اسے خلیفہ کہہ سکتے ہیں اور نہ انتخابی بادشاہ۔ ہم معاویہؓ کو گنہگار نہیں کہتے انہوں نے اُس وقت کے حالات سے مجبور ہو کر ایسا کیا مگر یزید کو بھی بلکہ خود معاویہؓ کو بھی خلیفہ نہیں کہہ سکتے، ایک بادشاہ کہہ سکتے ہیں۔ یزید کا معاملہ تو جب معاویہؓ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا اُس وقت تمام صحابہؓ اسے ایک تمسخر سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ چنانچہ تاریخ میں آتا ہے کہ معاویہؓ نے جب لوگوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اے مسلمانو! تم جانتے ہو ہمارا خاندان عرب کے رؤساء میں سے ہے۔ پس آج مجھ سے زیادہ حکومت کا کون مستحق ہو سکتا ہے اور میرے بعد میرے بیٹے سے زیادہ کون مستحق ہے تو اُس وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ایک کونہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں جب میں نے معاویہؓ کو یہ بات کہتے سنا تو وہ چادر جو میں نے اپنے پاؤں کے گرد لپیٹ رکھی تھی اُس کے بند کھولے اور میں نے ارادہ کیا کہ کھڑے ہو کر معاویہؓ سے یہ کہوں کہ اے معاویہؓ! اِس مقام کا تجھ سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کا باپ تیرے باپ کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر لڑتا رہا اور جو خود اسلامی لشکروں میں تیرے اور تیرے باپ کے مقابلہ میں جنگوں میں شامل رہا ہے۔ مگر پھر مجھے خیال آیا کہ یہ دنیا کی چیزیں میں نے کیا کرنی ہیں اس سے فتنہ اُٹھے گا اور مسلمانوں کی طاقت اور زیادہ کمزور ہو جائے گی۔ چنانچہ میں پھر بیٹھ گیا اور میں نے معاویہؓ کے خلاف کوئی آواز نہ اُٹھائی۔ تو صحابہؓ معاویہؓ کی اس حرکت کو بالکل لغو سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک اس کی کوئی قیمت نہیں تھی۔

یزید کے بیٹے کی تختِ حکومت سے دستبرداری

پھر یزید کی خلافت پر دوسرے لوگوں کی رضا تو الگ رہی خود اس کا اپنا بیٹا متفق نہ تھا بلکہ اس نے تخت نشین ہوتے ہی بادشاہت سے انکار کر کے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ یہ ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے مگر میں نہیں جانتا مسلمان مؤرخین نے کیوں اس واقعہ کو زیادہ استعمال نہیں کیا۔ حالانکہ انہیں چاہئے تھا کہ اس واقعہ کو بار بار دُہراتے کیونکہ یہ یزید کے مظالم کا ایک عبرتناک ثبوت ہے۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا تخت نشین ہوا جس کا نام بھی اپنے دادا کے نام پر معاویہ ہی تھا تو لوگوں سے بیعت لینے کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا اور چالیس دن تک باہر نہیں نکلا۔ پھر ایک دن وہ باہر آیا اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے کہنے لگا کہ میں نے تم سے اپنے ہاتھوں پر بیعت لی ہے مگر اس لئے نہیں کہ میں اپنے آپ کو تم سے بیعت لینے کا اہل سمجھتا ہوں بلکہ اس لئے کہ میں چاہتا تھا کہ تم میں تفرقہ پیدا نہ ہو اور اُس وقت سے لیکر اب تک میں گھر میں یہی سوچتا رہا کہ اگر تم میں کوئی شخص لوگوں سے بیعت لینے کا اہل ہو تو میں یہ امارت اُس کے سپرد کر دوں اور خود بری الذمہ ہو جاؤں مگر باوجود بہت غور کرنے کے مجھے تم میں کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آیا اس لئے اے لوگو! یہ اچھی طرح سن لو کہ میں اِس منصب کے اہل نہیں ہوں اور میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرا باپ اور میرا دادا بھی اِس منصب کے اہل نہیں تھے۔ میرا باپ حسینؓ سے درجہ میں بہت کم تھا اور اس کا باپ حسنؓ حسینؓ کے باپ سے کم درجہ رکھتا تھا۔ علیؓ اپنے وقت میں خلافت کا حقدار تھا اور اس کے بعد بہ نسبت میرے دادا اور باپ کے حسنؓ اور حسینؓ خلافت کے زیادہ

حقدار تھے اس لئے میں اس امارت سے سبکدوش ہوتا ہوں۔

(تاریخ الکامل لابن اثیر مطبوعہ بیروت 1965ء جلد 4 ص 130)

اب یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ جس کی چاہو بیعت کر لو۔ اس کی ماں اُس وقت پردہ کے پیچھے اُس کی تقریر سن رہی تھی جب اُس نے اپنے بیٹے کے یہ الفاظ سنے تو بڑے غصہ سے کہنے لگی کہ کمبخت! تو نے اپنے خاندان کی ناک کاٹ دی ہے اور اس کی تمام عزت خاک میں ملا دی ہے۔ وہ کہنے لگا جو سچی بات تھی وہ میں نے کہہ دی ہے اب آپ کی جو مرضی ہو مجھے کہیں۔ چنانچہ اس کے بعد وہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور تھوڑے ہی دن گزرنے کے بعد وفات پا گیا۔

یہ کتنی زبردست شہادت اس بات کی ہے کہ یزید کی خلافت پر دوسرے لوگوں کی رضا تو الگ رہی خود اس کا اپنا بیٹا بھی متفق نہ تھا۔ یہ نہیں کہ بیٹے نے کسی لالچ کی وجہ سے ایسا کیا ہو۔ یہ بھی نہیں کہ اس نے کسی مخالفت کے ڈر سے ایسا کیا ہو بلکہ اس نے اپنے دل میں سنجیدگی کے ساتھ غور اور فکر کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ میرے دادا سے علیؓ کا حق زیادہ تھا اور میرے باپ سے حسنؓ حسینؓ کا۔ اور میں اس بوجھ کو اُٹھانے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ پس معاویہؓ کا یزید کو مقرر کرنا کوئی انتخاب نہیں کہلا سکتا۔''

(خلافت راشدہ تقریر 29/28 دسمبر 1939ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان بحوالہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد دوم ص 176-177)

شہادت امام حسینؓ

پھر فرمایا:

''خلافت کی برکات کو یاد رکھیں۔ اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پُرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اس کے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں۔ مثلاً شیعوں کو دیکھ لو وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکالتے ہیں تا قوم کو شہادت حسینؓ کا واقعہ یاد رہے۔ اسی طرح میں بھی خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن خلافت ڈے کے طور پر منایا کریں۔''

(الفضل یکم مئی 1957ء بحوالہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد دوم ص 323)

حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کا مقام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''(دین حق) کا درد رکھنے والوں کی یہ غلط فہمی کہ امت مسلمہ پہلے ہی فرقوں میں بٹی ہوئی ہے، جماعت احمدیہ نے ایک اور فرقہ بنا کر فساد کی ایک اور بنیاد رکھ دی ہے، قرآن و حدیث کے علم میں کمی کا نتیجہ ہے۔ کسی بھی دوسرے فرقے کے لٹریچر کا مطالعہ کر لیں تو تکفیر کے فتووں کے انبار ایک دوسرے کے خلاف نظر آئیں گے۔ اگر جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کریں تو غیر مذاہب کے (دین حق) پر حملوں کا دفاع نظر آئے گا۔ یا (مومنوں) سے یہ درخواست نظر آئے گی کہ اس تکفیر بازی کے زہروں سے بچیں اور خدمت (دین) کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ یا یہ نظر آئے گا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ یا اس بات پر زور نظر آئے گا کہ دنیا میں محبت، پیار، صلح اور آشتی کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے اور نفرتوں کے انگاروں کو بجھانے کے لئے ہمیں کیا کوشش کرنی چاہئے۔ یا یہ نظر آئے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا مقام کیا تھا اور ہر ایک اُن میں سے ایک روشن ستارہ ہے جو قابلِ تقلید ہے، ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہے۔

پس جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں تو یہ خوبصورت باتیں نظر آتی ہیں نہ کہ تکفیر کے فتوے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ تکفیر کے فتووں کے انبار ہیں، کسی بھی فرقے کے فتووں کی کتاب کو اُٹھا لیں ایک دوسرے کے خلاف فتوے نظر آئیں گے۔

اس آخری بات کو جو مَیں نے کہی کہ صحابہ کا کیا مقام ہے؟ اس بات کو مَیں لیتا ہوں۔ اگر دیکھیں تو اسلام میں دو بڑے گروہ ہیں۔ اُن کی آگے فرقہ بندیاں ہیں۔ شیعہ اور سُنی۔ اور شیعہ اور سُنی دونوں نے غلو اور زیادتی سے کام لیتے ہوئے ان صحابہ کے مقام کو گرانے سے بھی گریز نہیں کیا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابتدائی زمانے میں بے انتہا قربانیاں دیں۔ انہوں نے ایک دوسرے پر اس غلو کی وجہ سے تکفیر کے فتوے بھی لگائے ہیں اور لگاتے چلے جارہے ہیں۔ اگر ایک نے غلو سے کام لیتے ہوئے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے مقام کو غیر معمولی بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے اور دوسرے کبار صحابہ اور خلفائے راشدین کے مقام کو انتہائی ظلم کرتے ہوئے گرانے کی کوشش کی ہے تو دوسروں نے بھی اس کے جواب میں کمی نہیں کی۔ پھر ان بڑے گروہوں کے اندر مزید فرقہ بندیاں ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اور اس فرقہ بندی نے ایک اور فساد برپا کیا ہوا ہے۔ غرض کہ لگتا ہے کہ ان سب کی غرض نعوذ باللہ اسلام کو متشدد، کفر کے فتوے لگانے والا اور فساد برپا کرنے والا مذہب قرار دینا ہے۔

لیکن جیسا کہ مَیں نے ابھی بیان کیا، جماعت احمدیہ کا مقصد تو ایک خوبصورت مقصد ہے۔ (دینِ حق) کا حسن اور خوبصورت تصویر پیش کرنے والا مقصد ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو ان گروہوں اور فرقوں کی طرح تصور کرنا جماعت احمدیہ پر ایک زیادتی ہے۔

آجکل ہم محرم کے مہینے سے گزر رہے ہیں اور ہر سال اس مہینے سے ہم گزرتے ہیں تو جن جن ممالک میں سنیوں اور شیعوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں ہمیں محرم کے مہینے میں دونوں طرف کا جانی اور مالی نقصان نظر آتا ہے۔ پاکستان ہو یا عراق ہو یا کوئی ملک ہو، ہر طرف ہم یہی دیکھتے ہیں کہ محرم میں کوئی نہ کوئی فساد برپا ہوتا ہے، جان اور مال کا نقصان کیا جا رہا ہوتا ہے۔ گو کہ اب تو یہ نقصان ایک روزانہ کا معمول بن گیا ہے لیکن محرم میں خاص طور پر زیادہ ہو رہا ہوتا ہے......

اللہ کرے یہ محرم کا مہینہ ہر جگہ امن و امان اور سلامتی کے ساتھ گزر جائے۔ یہی ہے وہ خوبصورت اور انصاف پر مبنی تعلیم اور مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے اور فرقہ بندی کو ختم کرنے کی تعلیم جو اللہ تعالیٰ کے اس بھیجے ہوئے اور فرستادے نے ہمیں دی ہے جو اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام صادق بن کر صلح اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا تھا۔ خدا کرے کہ مسلم اُمّہ اس پیغام کو سمجھے اور فرقہ بندیوں اور فسادوں اور ایک دوسرے کے قتل و غارت سے بچے تا کہ اسلام ایک نئی شان سے دنیا کے کونے کونے تک اپنی چمک اور دمک دکھائے......اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم کرے۔ اُن کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ ہمیں اِن دنوں میں بہت زیادہ دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور ہر قسم کی احتیاطی تدابیر بھی کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔''

(خطبہ جمعہ 2/دسمبر 2011ء از خطبات مسرور جلد نہم ص 592، 593، 603)

عظیم الشان نبیؐ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دنیا میں ایک عظیم الشان نبی انسانوں کی اصلاح کیلئے آیا۔ یعنی سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اس نے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو بلایا جس کو دنیا بھول گئی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں اس کامل نبی کی ایسی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے جس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں مل سکتی۔ پھر خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے بھیجا۔ تا اس نبی کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے۔ اور خدا کی توحید اور تقدیس کو دنیا میں پھیلاوے۔'' (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 363)

اِنَّ الْمَحَبَّةَ خُمِّرَتْ فِیْ مُهْجَتِی

اِنَّ الْمَحَبَّةَ خُمِّرَتْ فِیْ مُهْجَتِیْ ☾ وَاَرَی الْوَدَادَ یَلُوْحُ فِیْ اَهْبَائِیْ

یقیناً محبت میری روح میں خمیر کر دی گئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ محبت میرے تمام ذراتِ وجود میں چمک رہی ہے۔

اِنِّیْ شَرِبْتُ کُئُوسَ مَوْتٍ لِّلْهُدٰی ☾ فَوَجَدْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَیْنَ بَقَاءِ

میں نے ہدایت کی خاطر موت کے پیالے پیئے۔ پس موت کے بعد میں نے بقا کا چشمہ پا لیا۔

اِنِّیْ اُذِبْتُ مِنَ الْوَدَادِ وَ نَارِهٖ ☾ فَاَرَی الْغُرُوْبَ تَسِیْلُ مِنْ اِهْرَائِیْ

میں محبت اور اس کی آگ سے پگھلایا گیا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے آنسو گداز ہو جانے کی وجہ سے رواں ہیں۔

اَلدَّمْعُ یَجْرِیْ کَالسُّیُوْلِ صَبَابَةً ☾ وَالْقَلْبُ یُشْوٰی مِنْ خَیَالِ لِقَاءِ

عشق کی وجہ سے آنسو سیلابوں کی طرح رواں ہیں اور دل ملاقات کے خیال سے بریاں ہیں۔

وَاَرَی الْوَدَادَ اَنَارَ بَاطِنَ بَاطِنِیْ ☾ وَاَرَی التَّعَشُّقَ لَاحَ فِیْ سِیْمَائِیْ

اور میں دیکھتا ہوں کہ محبت نے میرے باطن کی گہرائی کو روشن کر دیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ عشق میرے چہرے پر نمودار ہے

اَلْخَلْقُ یَبْغُوْنَ اللَّذَاذَةَ فِی الْهَوٰی ☾ وَ وَجَدْتُّهَا فِیْ حُرْقَةٍ وَّ صَلَاءِ

لوگ تو حرص و ہوا میں لذت تلاش کرتے ہیں اور میں نے اسے پایا ہے سوزش اور جلنے میں۔

اَللّٰهُ مَقْصِدُ مُهْجَتِیْ وَ اُرِیْدُهٗ ☾ فِیْ کُلِّ رَشْحِ الْقَلَمِ وَالْاِمْلَاءِ

اللہ میری جان کا مقصود ہے اور میں اسی کو چاہتا ہوں قلم کے ہر قطرہ (روشنائی) اور ہر املاء میں۔

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اشْرَبُوْا مِنْ قِرْبَتِیْ ☾ قَدْ مُلِئَ مِنْ نُوْرِ الْمُفِیْضِ سِقَائِیْ

اے لوگو! میری مشک سے پیو کیونکہ فیاضِ حقیقی کے نور سے میری مشک پُر کی گئی ہے۔

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 268، ترجمہ از قصائد الاحمدیہ صفحہ 230)

فارسی منظوم کلام

ہست داروئے دل کلامِ خُدا

کے شوی عاشق رُخِ یارے ❑ تانہ بر دل رَخش کند کارے
تو کیوں کر کسی معشوق کا عاشق ہو سکتا ہے جب تک اُس کا چہرہ تیرے دل میں بس نہ جائے

ہمچنیں زان لبے دو گفتارے ❑ آں کند کارہا کہ دیدارے
اسی طرح اُن ہونٹوں کے دو بول وہی اثر رکھتے ہیں جیسے (محبوب کا) دیدار

لاجرم عشقِ دلبرِ خوش خو ❑ خیزد از گفتگو چو دیدنِ رو
بے شک دلبرِ خوش خو کا عشق اس کی گفتگو سے بھی پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ اُس کے دیکھنے سے

گفتگو را کشش بود بسیار ❑ بے سخن کم اثر کند دیدار
کلام میں بڑی کشش ہوا کرتی ہے کلام کے بغیر دیدار کا اثر کم ہی ہوتا ہے

ہرکہ ذوقِ کلام یافتہ است ❑ رازِ ایں رہ تمام یافتہ است
جس کو ذوقِ گفتار نصیب ہو گیا اُس نے عشق کے راستہ کا سارا راز معلوم کر لیا

زیرِ لب گفتگوئے جاناں نے ❑ زندگی بخشدت بیک آنے
محبوب کی شیریں کلامی پل بھر میں تجھے زندگی عطا کر دے گی

دوزخی کز عذاب پُرچوں خُم ❑ اصل آں ہست لایکلمھم
وہ دوزخ جو خُم کی طرح عذاب سے پُر ہے اُس کی وجہ بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اُن سے کلام نہیں کرے گا

دل نہ گردد صفا نہ خیزد بیم ❑ تا چو موسیٰ نمیشوی تو کلیم
نہ دل صاف ہوتا ہے نہ خوف دور ہوتا ہے جب تک تو موسیٰ کی طرح کلیم نہ بن جائے

ہست داروئے دل کلامِ خُدا ❑ کے شوی مست جز بجامِ خُدا
دل کی دوا خدا کا کلام ہے تو خدا کے اس جام کے بغیر سیراب کیونکر ہو سکتا ہے؟

تا نہ اُو گفت خود انا الموجود ❑ عقدۂ ہستیش کسے نہ کشود
جب تک اُس نے خود انا الموجود نہ کہا تب اُس کی ہستی کا عقدہ کوئی نہ کھول سکا

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 475 بترجمہ از درثمین فارسی مترجم صفحہ 324-325)

اردو منظوم کلام

کوئی دیں، دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے　　کوئی دیں، دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلاوے　　یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے (ـ) کو خود تجربہ کر کے دیکھا　　نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا　　کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے　　ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند　　ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے
یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں　　وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے
جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں　　باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے　　لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں　　دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں　　ذات سے حق کے وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت　　اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام　　دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں　　نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو　　رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد　　تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد پنجم، صفحہ 224-225)

آلِ رسول عربی ﷺ کا مقام

خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

(مکرم ابو فاران احمد)

اہل بیت سے محبت رکھنا ہمارا جزو ایمان ہے۔بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو آل رسول ﷺ سے کس قدر محبت تھی اور آپ کی نظر میں ان کا کیا عظیم الشان مقام تھا،اس سلسلہ حضرت اقدس علیہ السلام کی روح پرور تحریرات کے بعض نمونے پیش ہیں۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

(اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ 1886ء بحوالہ در ثمین فارسی مترجم ص145)

یعنی میری جان اور دل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچہ پر قربان ہے۔

خدا تعالیٰ کے راستباز بندے دنیا کیلئے نمونہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام اور ایسا ہی اَور جو خدا تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندے ہوتے ہیں وہ دنیا میں ایک نمونہ ہو کر آتے ہیں۔جو شخص اس نمونہ کے موافق چلنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن اُن کو سجدہ کرنے اور حاجت روا ماننے کو تیار ہو جاتا ہے۔وہ کبھی خدا تعالیٰ کے نزدیک قابلِ قدر نہیں ہے بلکہ وہ دیکھ لے گا کہ مرنے کے بعد وہ امام اُس سے بیزار ہوگا۔ایسا ہی جو لوگ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یا حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے درجہ کو بہت بڑھاتے ہیں گویا اُن کی پرستش کرتے ہیں وہ امام حسین کے متبعین میں نہیں ہیں اور اس سے امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خوش نہیں ہو سکتے۔انبیاء علیہم السلام ہمیشہ پیروی کے لیے نمونہ ہو کر آتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ بدوں پیروی کچھ بھی نہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ صفحہ 535)

حضرت علیؓ اور آپ کے اہل بیت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’حضرت علی رضی اللہ متقی، پاک اور خدائے رحمان کے محبوب ترین بندوں میں سے تھے۔آپ ہم عصروں میں سے چنیدہ اور زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔آپ اللہ کے غالب شیر اور مردِ خدائے حنان تھے آپ کشادہ دست پاک دل اور بے مثال بہادر تھے۔میدان جنگ میں انہیں اپنی جگہ سے ہٹایا نہیں جا سکتا تھا۔خواہ دشمنوں کی فوج بھی آپ کے مقابل پر ہوتی۔آپ نے اپنی عمر سادگی میں گزاری۔اور آپ زہد وورع میں بنی نوع انسان کی انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے۔اپنی جائیداد کا عطیہ دینے اور لوگوں کے

مصائب کو رفع کرنے میں اور یتامی اور مساکین اور ہمسائیوں کی خبرگیری میں آپ مرد اول تھے۔ آپ معرکہ ہائے رزم میں ہر طرح کی بہادری میں نمایاں تھے اور شمشیر و سنان کی جنگ میں کارہائے نمایاں دکھلانے والے تھے۔ بایں ہمہ آپ بڑے شیریں اور فصیح اللسان تھے۔ آپ کی گفتگو دل کی گہرائیوں میں اتر جاتی تھی۔ ذہنوں کے زنگ دور ہو جاتے تھے اور دلیل کے نور سے مطلع چکاچوند ہو جاتا تھا۔

آپ ہر قسم کے اسلوب کلام پر قادر تھے اور جس نے بھی آپ کا اس میدان میں مقابلہ کیا تو اسے ایک مغلوب آدمی کی طرح عذر خواہ ہونا پڑا۔ آپ ہر کار خیر میں اور اسالیب فصاحت و بلاغت میں کامل تھے۔ اور جس نے بھی آپ کے کمالات کا انکار کیا گویا وہ بے حیائی کی راہ پر چل پڑا۔ آپ بے قراروں کی دلجوئی کے لئے تیار رہتے۔ قانع اور غربت سے پریشان کو کھانا کھلانے کا حکم دیتے تھے اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے تھے۔ بایں ہمہ آپ قرآن کریم کا جام نوش کرنے میں سرفہرست تھے اور قرآن کے دقائق کے ادراک میں آپ کو ایک عجیب فہم عطا ہوا تھا۔

میں نے آپ کو نیند کی حالت میں نہیں بیداری کی حالت میں دیکھا ہے کہ آپ نے خدائے علیم کی کتاب کی تفسیر مجھے عطا کی ہے اور فرمایا یہ میری تفسیر ہے اور اب یہ تمہارے سپرد کی جاتی ہے۔ پس جو تمہیں دیا جاتا ہے اس پر خوش ہو جاؤ۔ چنانچہ میں نے ایک ہاتھ بڑھایا اور وہ تفسیر لے لی۔ اور خدائے معطی و قدیر کا شکر ادا کیا۔ میں نے آپ کو بہت مضبوط جسم والا اور پکے اخلاق والا متواضع اور منکسر، شگفتہ رو اور پُرنور پایا۔

اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ بہت پیار اور محبت سے پیش آئے ...... اور سچے مخلصوں کی طرح اظہار محبت کیا۔ اور آپ کے ساتھ حسن اور حسین دونوں اور سید الرسل خاتم النبیین بھی تھے اور آپ کے ساتھ ایک خوبصورت، نیک اور بارعب، مبارک، پاکباز، قابلِ تعظیم، نوجوان، باوقار، ماہ رخ، پُرنور خاتون بھی تھیں۔ میں نے انہیں بہت غمگین پایا۔ وہ اپنے غم کو چھپائے ہوئے تھیں اور میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ فاطمۃ الزہراؓ ہیں۔ پھر وہ میرے پاس تشریف لائیں جبکہ میں لیٹا ہوا تھا۔ سو میں اٹھ بیٹھا اور انہوں نے میرا سر اپنی گود میں رکھ دیا اور اظہار لطف و کرم فرمایا اور میں نے محسوس کیا کہ میرے بعض دکھوں اور غموں پر آپ اس طرح غمگین و مضطرب ہوئیں جس طرح محبت و رافت واحسان رکھنے والی مائیں اپنے بیٹوں کے مصائب پر بے قرار ہو جاتی ہیں۔ تب مجھے بتایا گیا کہ دینی تعلق کی بنا پر میں بمنزلہ آپ کے فرزند کے ہوں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپ کا غم ان مظالم کی طرف اشارہ ہے جو مجھے قوم اور اہلِ وطن اور دشمنوں کی طرف سے پہنچنے والے ہیں۔

پھر میرے پاس حسن اور حسین آئے اور انہوں نے بھائیوں کی طرح میرے ساتھ محبت اور غم خواری کا اظہار کیا۔ اور یہ بیداری کے کشوف میں سے ایک کشف تھا اور اس پر چند سال گزر چکے ہیں۔ مجھے حضرت علی، حسن اور حسین کے ساتھ ایک لطیف قسم کی مشابہت ہے جس کا راز مشرق اور مغرب کا خدا ہی جانتا ہے۔ میں حضرت علی اور ان کے دونوں بیٹوں سے محبت کرتا ہوں اور جو ان کا دشمن ہے میں اس کا دشمن ہوں۔‘‘

(ترجمہ از عربی سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 358-359)

حضرت علیؓ حاجت مندوں کی امید گاہ تھے

''بے شک حضرت علی حاجت مندوں کی امید گاہ تھے اور سخیوں کے لئے نمونہ اور بندوں کیلئے حجۃ اللہ تھے۔ آپ اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے بہتر تھے اور تمام دنیا کو منور کرنے کے لئے خدا کا نور تھے...... حقیقت یہ ہے کہ حق حضرت علی مرتضٰی کے ساتھ تھا اور جنہوں نے آپ کے زمانہ میں آپ سے جنگ کی انہوں نے بغاوت اور سرکشی کی۔''

(ترجمہ از عربی سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 352-353)

حضرت امام حُسینؓ و حسنؓ ائمۃ الھدیٰ

''حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الھدیٰ تھے اور وہ بلا شبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 364-365 حاشیہ)

حضرت حسینؓ رضی اللہ عنہ طاہر مطہر

فرمایا:

''ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنی اس میں موجود نہ تھے ... دنیا کی محبت نے اسکو اندھا کر دیا تھا مگر حسینؓ رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلا شبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے مُوجب سلبِ ایمان ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 653، 654)

ثناخواں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

''حضرت حسنؓ نے میری دانست میں بہت اچھا کام کیا کہ خلافت سے الگ ہو گئے۔ پہلے ہی ہزاروں خون ہو چکے تھے۔ انہوں نے پسند نہ کیا کہ اور خون ہوں۔ اس لئے معاویہ سے گذارہ لے لیا۔ چونکہ حضرت حسنؓ کے اس فعل سے شیعہ پر زد ہوتی ہے اس لئے امام حسنؓ پر پورے راضی نہیں ہوئے۔ ہم تو دونوں کے ثناخواں ہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جدا جدا قویٰ معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت امام حسنؓ نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے اور خون ہوں۔ انہوں نے امن پسندی کو مدنظر رکھا اور حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے۔ دونوں کی نیت نیک تھی۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔''

(ملفوظات جلد چہارم، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ ایڈیشن 2003 صفحہ 579-580)

حضرت امام حسینؓ کی شہادت

''امام حسینؓ کو دیکھو کہ ان پر کیسی کیسی تکلیفیں آئیں۔ آخری وقت میں جوان کو ابتلاء آیا تھا کتنا خوفناک ہے لکھا ہے کہ اس وقت ان کی عمر ستاون برس کی تھی اور کچھ آدمی ان کے ساتھ تھے۔ جب سولہ یا سترہ آدمی ان کے مارے گئے اور ہر طرح کی گھبراہٹ اور لاچاری کا سامنا ہوا تو پھر ان پر پانی کا پینا بند کر دیا گیا۔ اور ایسا اندھیر مچایا گیا کہ عورتوں اور بچوں پر بھی حملے کئے گئے اور لوگ بول اٹھے کہ اس وقت عربوں کی حمیت اور غیرت ذرا بھی باقی نہیں رہی۔ اب دیکھو کہ عورتوں اور بچوں تک بھی ان کے قتل کئے گئے اور یہ سب کچھ درجہ دینے کے لئے تھا۔''

(ملفوظات، جلد پنجم، نظارت اشاعت ربوہ، ایڈیشن 2003 صفحہ 336)

امام حسینؓ سے غیر معمولی عشق و محبت

''ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپؑ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:

''یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔'' اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپؑ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا۔

(روایت حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم بحوالہ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ صفحہ 36-37)

حضرت امام حسینؓ طاہر مطہر تھے

''حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلا شبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلا شبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرّہ کینہ رکھنا اُس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زُہد اور عبادت ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ اور ہم اُس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں جو اُس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اُس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اُس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے اُن کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ اس دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دُور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے، تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اُس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ ایسے موقع پر درگزر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ مجھے جانتے کہ میں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز برا نہ کہتے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم، مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ اشتہار: 263 صفحہ 548 تا 550)

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

جامعہ احمدیہ یوکے سے خطاب

● حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی تقریب سے خطاب

● ایک مربی سے یہی توقع ہے کہ سستی اور کاہلی اس کے قریب نہ آئے

● باقاعدگی سے کسی نہ کسی قسم کی کھیل میں اور ورزش میں شامل ہونا بھی ضروری ہے

3رمئی 2014ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زرّیں نصائح پر مشتمل اپنے اختتامی خطاب میں فرمایا:

''مجھے آج جامعہ کی اس سپورٹس ریلی میں شاید کوئی چھ سال بعد شامل ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ اُس وقت کی شاہد کلاس کے وہ طلباء جو میدان عمل میں جا چکے ہیں ان کے وقت میں میرا خیال ہے یہ ریلی اسلام آباد میں ہوئی تھی تو میں شامل ہوا تھا۔ سپورٹس ریلی کا مقصد طلباء میں یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ جس طرح علم حاصل کرنے کے لئے باقاعدگی سے مطالعہ ضروری ہے اسی طرح اپنے جسم کو صحت مند رکھنے کے لئے باقاعدگی سے کسی نہ کسی قسم کی کھیل میں اور ورزش میں شامل ہونا بھی ضروری ہے۔ مقابلے جو ہوتے ہیں یا جو انعامات لئے، آپ لوگوں کا مقصد یہ انعامات لینا نہیں ہے۔ آپ لوگوں کا مقصد اپنے جسم کو صحت مند بنانا ہے تا کہ وہ کام جو آپ کے سپرد ہونے والے ہیں ان کو صحیح طور پر سرانجام دیں۔ اپنے جسم کو سختی کی عادت ڈالیں اور پھر صحت مند جسم ہو تو اسی سے صحت مند دماغ بھی بنتا ہے اور صحت مند دماغ...... ایک مربی کے لئے انتہائی ضروری چیز ہے تا کہ وہ تربیت کے اور (دعوۃ الی اللہ) کے کام صحیح طرح سرانجام دے سکے۔

آج آتے ہوئے مَیں سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ (البقرۃ:248) کا ارشاد فرمایا ہے۔ (اتفاق سے تلاوت بھی اسی موضوع پر ہوگئی یا شاید انہوں نے پہلے ہی رکھی ہوگی)

اللہ تعالیٰ نے کسی کو حکومت اس وجہ سے نہیں یا اس بنیاد پر نہیں دی کہ اس کو مال کی کشائش ہے، خاندانی طور پر بڑا پن ہے بلکہ علمی لحاظ سے بڑا ہونا اور جسم کو صحت مند رکھنا تا کہ ہر قسم کی سختیاں جھیل سکیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کو سرداری دوں گا، ان کو رہنما بناؤں گا، ان کو قوم کی رہنمائی کے لئے آگے لاؤں گا۔ پس یہ ایک مثال ہے جو صرف ہمارے پڑھنے کے لئے نہیں ہے بلکہ ایک نمونہ ہے تا کہ اس پر عمل کرتے ہوئے ہم جہاں اپنے علم میں اضافہ کرنے والے ہوں وہاں اپنے جسم کا، صحت کا بھی خیال رکھنے والے ہوں۔ اور کبھی یہ نہ بھولیں کہ ہم نے اپنے جسم کا حق ادا کرنا ہے اور جسم کا حق ادا کرنے کے لئے ایک تو ورزش ضروری ہے۔ دوسرے اپنی زندگی کو Regulate کرنا ضروری ہے، اپنی زندگی کو پابند کرنا ضروری ہے۔ جب آپ کی زندگی پابند ہوگی تو آپ کا سونا، آپ کا جاگنا، آپ کا کھانا کھانا، آپ کا ورزش کرنا، آپ کا اپنے علمی ذوق کو پورا کرنے کے لئے جامعہ سے زائد وقت مطالعہ کرنا یہ ساری چیزیں جو جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ آپ کو ان کا خیال رکھنا پڑے گا۔ اپنا ایک ایسا Time Table بنائیں جس سے آپ کی زندگی مکمل طور پر Regulate ہو جائے۔ اور جب یہ ہو گا تو انشاءاللہ تعالیٰ پھر جہاں آپ کے علم میں وسعت پیدا ہو رہی ہوگی وہاں آپ کی جسمانی صحت کے لحاظ سے بھی علم میں اس وسعت پیدا کرنے میں آسانیاں پیدا ہو رہی ہوں گیں۔ آپ کے سپرد جو کام کئے جانے والے ہیں ان کو سرانجام دینے میں آپ کے لئے آسانیاں پیدا ہوں گیں۔ پس یہ کھیلیں اور جامعہ میں جو باقاعدہ کھیلیں ہوتی ہیں یا ہونی چاہئیں، یہ اس لئے ہیں کہ آپ کی زندگی ایک لحاظ سے پابند ہو جائے۔ جیسا کہ میں نے کہا آپ کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا اور جو باقی کام ہیں وہ ہر کام وقت پر ہونے لگے اور کہیں سوائے اس کے کہ اِلّا ماشاءاللہ کبھی بیماری آتی ہے تو اس کے علاوہ جب آپ کی زندگی پابند ہو جائے گی، سونے اور جاگنے کے وقت مقرر ہو جائیں گے تو پھر ہر وقت کی جو کسل مندی ہے، سستی ہے، کاہلی ہے وہ بھی دور ہو گی۔ اور ایک مربی (۔) سے یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ اس کا جسم ہر وقت چاک و چوبند ہو۔ سستی اور کاہلی اس کے قریب نہ آئے۔ پس ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ ان کھیلوں کے بعد یا روزانہ جو آپ Game کرتے ہیں اس کے بعد بجائے اس کے کہ آپ میں سستی پیدا ہو، تھکاوٹ کا احساس ہو، اور آپ کے جو روزمرّہ کے معمولات ہیں ان سے آپ بچنے کی کوشش کریں، آپ کو زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو ہر لحاظ سے پابند کرنے کی ضرورت ہے تبھی آپ کامیاب مربی بن سکتے ہیں اور کامیاب (۔) بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زندگی کے ہر امتحان میں پاس کرے اور جب جامعہ میں سے بھی نکلیں تو کامیاب (۔) مربی بن کے نکلیں۔ اب دعا کرلیں۔"

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 30 رمئی تا 5 رجون 2014ء)

ثُمَّ سَکَت...... پھر آپؐ خاموش ہو گئے

(مکرم محمد ثناءاللہ صاحب)

قرآن مجید کی سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے بعد مومنوں کے لئے خلافت کو سب سے بڑی نعمت قرار دیا گیا ہے اور اسے اپنے مشروط وعدہ کے طور پر بیان فرمایا ہے اور اس خلافت کو نبوت کا لازمہ قرار دیا ہے اور اسے تمکنتِ دین، قیام توحید، قیام عبادت کا موجب اور امن وسکینت کا باعث ٹھہرایا ہے۔ اسی سورۂ نور میں خلافت کو مقاصد نبوت کی تکمیل کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ الغرض خلافت، نیابت رسول ہے اور خلیفہ الہام الٰہی، نور رسالت اور خداداد بصیرت سے ایمان ویقین کی مضبوط چٹان پر کھڑے ہو کر متبعین کے ایمان کو جلا بخشتا ہے۔ یہ اس آبشار رواں کی طرح ہے جو بلندیوں سے اتر کر ایمان کی کشتِ ویراں کو سرسبز وشاداب کرتی ہے اور یہ ایک ایسی جوئے آب ہے جو نغمہ خواں ہو کر ملت کو محبت وآشتی کے گیت سناتی ہے اور "محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں" جیسے نغمات سرمدی لحن خلافت سے پھوٹ کر اہل عرفان کے قلوب کی تسخیر کرتے اور کل عالم کو امن وآشتی کی نوید سناتے ہیں۔

قرآن مجید میں وضاحت اور تمثیلات کے رنگ میں بھی خلافت کا منظر دلنشیں انداز میں بیان فرمایا گیا ہے اور جوامع الکلم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی خلافت اور اس کے لوازمات کو شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے۔ اور فیج اعوج کے دور میں جب سچ اور جھوٹ مل کر ایک دھوئیں کی صورت اختیار کر لیں گے اور اس کی وجہ سے سچ کی پہچان مشکل ہو جائے گی، اس خوفناک منظر کیلئے بھی آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کی روایت میں امت کو نصیحت فرمائی کہ اس زمانہ میں جماعت اور امام کو تلاش کرنا اور ان کے ساتھ چمٹ جانا اور اگر اس وقت جماعت اور امام نہ ہو تو پھر ایسا کرنا کہ ان تمام فرقوں سے الگ ہو جانا اور بستیوں کو الوداع کہہ کر جنگلوں میں بسیرا کر لینا خواہ وہاں کھانے کو بھی کچھ نہ ملے تو درختوں کی جڑیں چباتے رہنا لیکن آبادیوں کا رخ نہ کرنا کیونکہ یہی تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ **حتیٰ یدرکك الموت و انت علیٰ ذالک** یہاں تک کہ تم موت کی وادی میں چلے جاؤ۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات فی النبوۃ، حدیث 3411)

پھر دور آخرین کو آنحضرت ﷺ نے بڑا ہی بابرکت قرار دیا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت عطا فرمائی اور اس دور کی برکات کو یوں بیان فرمایا کہ: **مثل امتی مثل المطر لا یدری اوله خیر ام آخره.**

(جامع ترمذی، ابواب الامثال حدیث: 2869)

کہ میری امت کی مثال اس بارش کی ہے جس کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا پہلا حصہ زیادہ مفید اور بابرکت ہے یا آخری حصہ۔

پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں رسول کریم ﷺ نے اپنے پر معارف بیان میں اپنی امت کے پورے دور کے حالات وواقعات کو عارفانہ رنگ میں بیان فرما کر امت کی وضاحت سے رہنمائی فرمادی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اندر نبوت موجود رہے گی جب تک خدا چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھا لے گا پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہوگی جب تک خدا چاہے گا پھر اللہ

تعالیٰ یہ نعمت بھی اٹھا لے گا پھر ایک طاقتور اور مضبوط بادشاہت کا دور آئے گا۔ جب تک اللہ چاہے گا وہ رہے گا پھر اسے بھی اٹھا لے گا اور ظالم اور جابر حکومت کا زمانہ آئے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ ''ثُمَّ سَکَتَ''
(مسند احمد بن حنبل)

اس حدیث میں دراصل آیت استخلاف (سورۂ نور:57) کی تفسیر بیان فرمائی گئی ہے اور آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اُمّت کے مختلف ادوار کا ذکر فرمایا ہے اور پیشگوئی فرمائی ہے کہ میرے بعد خلافت راشدہ قائم ہوگی پھر ملوکیت کا دور آئے گا جس طرح کہ اموی اور عباسی حکومتیں قائم ہوئیں۔ پھر جابر بادشاہوں کی حکومت سے مراد غیر ملکی حکومتیں ہیں جنہوں نے زبردستی اسلامی ممالک کو اپنی گرفت میں لے کر اپنی نوآبادیاں بنا لیا اور سوائے مکہ اور مدینہ کے تمام عالم اسلام ان استعماری طاقتوں کے آہنی پنجہ میں جکڑا گیا۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ رجوع برحمت فرمائے گا اور دوبارہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم فرمائے گا اور مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دوبارہ نظام خلافت جاری کیا جائے اور یہ خلافت نبوت محمدیہؐ کے راستے پر یعنی آپ کی شریعت اور طریقت پر قائم اور متبع شریعت محمدیہؐ ہوگی۔ اس حدیث مبارکہ کا آخری لفظ ''ثم سکت'' بڑا معنی خیز اور غور طلب ہے اور حضرت حذیفہؓ نے اسے خاص طور پر بیان فرمایا جبکہ کلام کے بعد خاموش ہونا ایک امر طبعی ہے جس کے بیان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن خاموش ہو جانے کی اس کیفیت کو بیان کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو حضرت حذیفہؓ کا یہ احساس تھا کہ آنحضرتؐ کچھ اور بھی بیان کرنا چاہتے تھے لیکن آپؐ اچانک رک گئے اور یا یہ کہ حضرت حذیفہؓ کا یہ خیال تھا کہ حضورؐ اس خلافت کے دور کے بارے میں بھی مزید کچھ بیان فرمائیں جیسا کہ حضورؐ نے باقی ادوار کے بارے میں بیان فرمایا ہے کہ یہ خلافت کا دور قیامت تک رہے گا لیکن آپ اس کو بیان کرنے سے رک گئے کیونکہ قرآن مجید میں خلافت کا وعدہ مشروط بہ ایمان اور اعمال صالحہ ہے لیکن اگر حضورؐ یہ فرما دیتے کہ یہ خلافت قیامت تک رہے گی تو پھر شرط ختم ہو جاتی جو کہ قرآن مجید کی نص صریح کے خلاف ہوتا۔ لہٰذا جوامع الکلم آنحضرتؐ نے پر حکمت خاموشی اختیار فرما کر خلافت کے تا قیامت منظر کو بھی واضح فرما دیا اور قرآن مجید میں آیت استخلاف کے وعدہ کی بھی پاسداری فرمائی۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

''ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اگر خلافت کا (مومنوں) سے وعدہ تھا تو حضرت علیؓ کے بعد خلافت کیوں بند ہوگئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وعدہ شرطی تھا آیت کے الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ یہ وعدہ ان لوگوں کے لئے تھا جو خلافت پر ایمان رکھتے ہوں گے اور حصول خلافت کے لئے جو مناسب قومی اعمال ہوں گے وہ کرتے رہیں گے کیونکہ یہ ''امنوا وعملوا الصلحت'' کے الفاظ ہیں اور صلح کے معنی عربی زبان میں ایسے کام کے ہوتے ہیں جو مناسب حال ہو۔ چونکہ اس آیت میں خلافت کا ذکر ہے اس لئے امنوا سے مراد امنوا بالخلافۃ ہے اور ''عملوا الصلحت'' سے مراد عملوا عملا مناسبا الحصول الخلافۃ ہے۔ اگر یہ شرط پوری نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی پورا نہیں ہوگا۔'' (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 391)

پس ہمیں دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل صالح بجا لانے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور ہمیں چاند کے گرد ہالے کی طرح نظام خلافت کی حفاظت کرنے والوں میں شامل رکھے۔ آمین۔

پیارے نصیر احمد انجم صاحب کی یاد میں

(احمد طاہر مرزا)

دنیا بھی اک عجیب سرا ہے۔دراصل یہ گھر ہی بے بقا ہے۔ کسی کو بھی یہاں دوام نہیں۔صدی بھر عمر بھی مل جائے تو آخر کو پھر بھی جدائی ہی ہے۔ ہمارے واقف زندگی بھائی مربی سلسلہ مکرم نصیر احمد انجم صاحب سابق مدیر ماہنامہ انصاراللہ ربوہ جولائی 2014ء کو ہم سے جدا ہو گئے۔ یقیناً ہم سب نے بھی ایک روز اپنے اللہ کے حضور لوٹ کر جانا ہے۔

1987ء سے 2014ء تک کسی نہ کسی طور پر مکرم نصیر انجم صاحب سے ناطہ رہا، پہلے شاگردی پھر کولیگ اور پھر دوستی۔ 2012ء میں جب خاکسار مدیر بنا تو ان سے عقیدت کا تعلق مزید بڑھ گیا۔رسالہ انصاراللہ کے لئے ان کی قیمتی آراء اور تجاویز میرے لئے بہت مفید ثابت ہوتیں اور خاکسار کی یہ کوشش ہوتی انہیں مسودہ ضرور دکھاؤں تا کہ اسقام کو دور کیا جا سکے اور اس میں مزید بہتری لائی جائے سکے۔ان کی علمی و تکنیکی رائے بہت صائب ہوتی۔

آپ فروری 2006ء سے دسمبر 2009ء تک ماہنامہ انصار اللہ کے مدیر رہے۔اس دوران مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد سابق صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی خصوصی توجہ اور رہنمائی میں آپ کو چار صد سے زائد صفحات پر مشتمل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور سیدنا حضرت مصلح موعود کا ضخیم نمبر مشتمل بر نوصد صفحات نکالنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

گزشتہ پچیس سالوں میں خاکسار نے انہیں کبھی کسی سے رنجش کا اظہار کرتے نہیں دیکھا۔انتہائی بردبار، متحمل مزاج، روادار اور متوازن شخصیت کے مالک تھے۔ان کا معمول تھا کہ جامعہ احمدیہ کی لائبریری میں آتے۔اخبارات و رسائل پڑھتے اور اپنی مطلوبہ کتاب کا مطالعہ کرتے اور تبادلہ خیالات بھی کرتے۔

جامعہ احمدیہ میں دوران تدریس آپ اول پوزیشن حاصل کرتے رہے۔چنانچہ اس کے بارہ میں آپ کا اپنا بیان ہے:

”خاکسار جامعہ احمدیہ کی تعلیم کے دوران جب بھی رخصت پر گھر جاتا۔آپ (حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ) سے ملاقات ہوتی۔اور خاکسار دعا کیلئے عرض کرتا۔میرے ایک نہایت قابل کلاس فیلو محترم عبدالاول خان صاحب آف بنگلہ دیش نے یہ دلچسپ واقعہ مکرم وقار احمد خان صاحب صدر قضاء بورڈ ربوہ کو سنایا۔مکرم عبدالاول صاحب ہر سال دوم آیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ انہوں نے مرزا صاحب سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ میرے لئے دعا کریں کہ میں کلاس میں اول آؤں۔آپ نے جواب دیا کہ یہ دعا تو میں نصیر احمد انجم کے لئے کرتا ہوں اسلئے آپ کے لئے نہیں کرسکتا۔یہ خدا کا احسان ہے کہ خاکسار مہد تا شاہد جامعہ کی ہر کلاس میں اول آتا رہا اور عبدالاول صاحب دوم۔خاکسار نے یہ واقعہ محض اسی غرض سے تحریر کیا ہے کہ مرزا صاحب کی شفیق اور مستجاب الدعوات بزرگ شخصیت کا

تذکرہ کروں ورنہ من آنم کہ من دانم۔''

(ماہنامہ انصاراللہ دسمبر 2013ء صفحہ 79)

مکرم نصیر احمد انجم صاحب کا شمار دارالقضاء کے درجہ اوّل کے نمائندگان میں ہوتا تھا اور عائلی معاملات حل کرانے میں خوب مہارت رکھتے تھے۔ ان کی کوشش ہوتی کہ وکالت سے قبل افہام وتفہیم سے فریقین کے معاملات حل ہو جائیں اور اپنی اس کاوش میں اکثر کامیابی بھی ہو جاتی۔ اسی طرح متعدد مرتبہ میں نے دیکھا کہ عائلی معاملات کے حوالہ سے کوئی سائل آجاتا یا کسی کا فون آجاتا تو نہایت صائب رائے سے انہیں نوازتے جس سے سائل مطمئن ہو جاتا اور معاملہ کے اچھے نتائج مترتب ہوتے۔ ذاتی طور پر میں جانتا ہوں اگرچہ ان کے مالی وسائل محدود تھے تاہم خفیہ طور پر کئی مستحقین کی مالی اعانت بھی کرتے تھے۔

آپ کا ایک نمایاں وصف رشتے ناطے کرانے کا شوق بھی تھا اور اس نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اکثر ان کے تجویز کردہ رشتے مبارک ثابت ہوتے۔ ایک دفعہ ایک لڑکے کا ذکر کیا۔ کہنے لگے کہ بیرون ملک میں ایک رشتہ ہے اور فوراً ہی میرے سامنے انہیں فون پر بتایا کہ آپ نے رشتہ کا کہا تھا تو آپ کی بچی کے ہم کفو ایک رشتہ ہے، ان سے رابطہ کرلیں۔

عاجزی اور انکساری کا وصف موصوف کی طبیعت میں نمایاں تھا اپنے شاگرد کولیگز کا ہمیشہ ادب و احترام کرتے۔ علمی مسائل پر ان کی مثبت رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اگر اصلاح مطلوب ہوتی تو اس انداز سے کرتے کہ وہ آپ کے حسن اخلاق کا گرویدہ ہو جاتا۔

مرحوم کا یہ طریق تھا کہ کوئی بھی علمی مسئلہ جب تک خود اصل ماخذ سے دیکھ نہ لیتے آگے بیان نہ کرتے۔ جب **MTA** کے پروگرام راہ ہدیٰ میں جوابات دینے کی باری آپ کی ہوتی تو آپ جامعہ احمدیہ کی لائبریری میں آکر مستند کتب سے اصل حوالہ جات ضرور چیک کرتے اور نوٹس لیتے۔ جب پوری تسلی ہوتی تو پھر آگے پیش کرتے اور آپ کا یہ معمول مسلسل جاری رہا۔

آپ علمی وتحقیقی مزاج کے مالک تھے روزانہ لائبریری میں مطالعہ کیلئے ضرور آتے۔ 6/جولائی 2014 کا ذکر ہے حسب معمول مکرم نصیر انجم صاحب جامعہ لائبریری تشریف لائے اور کہنے لگے کہ روزہ کے فوائد اور جدید تحقیقات کے موضوع پر درس دینا ہے اور مواد فوری چاہئے۔ میں نے پوچھا کب درس دینا ہے؟ کہنے لگے کل۔ خاکسار نے ازراہ تفنن عرض کیا کچھ زیادہ ہی جلدی آپ کو خیال نہیں آگیا! خیر اللہ نے فضل کیا اور کچھ تگ و دو کے بعد حسب ضرورت اچھا مواد مل گیا جسے ٹائپ کر کے ان کی خدمت میں پیش کر دیا گیا اور وہ مطمئن ہو کر اپنے گھر چلے گئے۔ یہ خاکسار کی اُن سے آخری ملاقات تھی۔ اگلے روز خاکسار اپنی والدہ کی وفات پر بدوملہی ضلع نارووال چلا گیا۔ جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ آپ کو برین ہیمبرج ہوا ہے۔ تیمارداری کیلئے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ گیا اور ان کی حالت دیکھ بہت رنج ہوا اور پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا، آپ اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت عطا کرے اور ان کی اولاد کو بھی وقف جیسی نعمت عظمیٰ کی برکات سے وافر مقدار میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

مضمون کے آخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے جو ارشاد فرمایا اس کا ایک حصہ پیش ہے۔

"مکرم نصیر احمد انجم صاحب واقف زندگی ...... جو جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد تھے۔ 1981ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان دیا۔ اس کے بعد زندگی وقف کی اور جامعہ میں پڑھائی کے لئے تشریف لے آئے۔ جامعہ میں آپ نے بی اے کیا۔ جامعہ سے فارغ ہوئے تو پھر ایم اے عربی کیا۔ رشین زبان میں بھی ان کو جماعت کی طرف سے کورس کروایا گیا۔ 1988ء میں جامعہ سے شاہد کی ڈگری لینے کے بعد میدان عمل میں آئے اور مختلف جماعتوں میں رہے۔ 1990ء میں موازنہ مذاہب کے تخصص کے لئے ربوہ بلایا گیا اور تخصص کے دوران ہی آپ نے جامعہ احمدیہ میں بطور استاد پڑھانا شروع کیا اور باقاعدہ طور پر 18 رجولائی 1999ء کو آپ مستقل طور پر استاد موازنہ مذاہب مقرر ہوئے اور تادم آخر اسی ذمہ داری کو بااحسن نبھاتے رہے۔

جامعہ سے پاس ہونے کے بعد خدمت کا عرصہ تقریباً چھبیس سال ہے اور باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جوان مربیان میں تھے، علماء میں تھے، موازنہ مذاہب میں آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک اتھارٹی تھے۔ بڑا علم تھا۔ بڑا گہرا علم تھا۔ جامعہ میں تدریس کے علاوہ آپ کو مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی۔ قضا کے ان ابتدائی نمائندگان میں سے تھے جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مقرر فرمایا تھا اور آخر تک یہ رہے۔ مجلس افتاء اور ریسرچ سیل کے ممبر بھی تھے۔ خدام الاحمدیہ میں مختلف عہدوں پہ آپ نے خدمات انجام دیں۔ پھر ان کی ایک خوبی گھر والے بتاتے ہیں یہ تھی کہ نظام جماعت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اگر اپنے بچوں میں سے بھی کوئی کسی عہدیدار کے خلاف بات کرتا تو اس کو سمجھاتے اور اگر کوئی شخص کسی جماعتی فیصلے یا شخصیت کے خلاف بات کرنے کی کوشش کرتا تو اس کو بھی بڑی حکمت سے سمجھا دیتے۔ جلسہ سالانہ یوکے میں بھی ان کو شمولیت کی سعادت ملی اور غالباً جلسہ سالانہ 2010ء میں انہوں نے یہاں تقریر بھی کی تھی۔ اور اس دفعہ بھی انہوں نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے اپلائی کیا ہوا ہے۔ اللہ کرے ویزہ مل جائے پھر ریجیکٹ ہو گیا پھر دوبارہ اپلائی کیا۔ خلافت کے ساتھ ان کو غیر معمولی تعلق اور پیار تھا اور حقیقی سلطان نصیر میں شامل تھے۔ (دعوۃ الی اللہ) کا بڑا شوق تھا۔ ہر جگہ مجلس میں جاتے تھے اور ان کو تبلیغی میدان میں بھی بڑا عبور تھا۔ لوگوں کو پڑھے لکھوں کو بھی بڑے دلائل سے قائل کر لیا کرتے تھے۔ ان کی بیٹی خدیجہ ماہم نے لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ عشق تھا اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑھنے پر بہت زور دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی لغت لکھ رہے تھے اور یہ فکر مند رہتے تھے کہ یہ قیمتی خزانہ لوگوں تک پہنچ جائے۔ مشکل الفاظ کی ڈکشنری لکھ رہے تھے تا کہ لوگ حضور علیہ السلام کی کتب سے مستفیض ہو سکیں۔ اس کام کا آپ نے ابھی آغاز ہی کیا تھا...... اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے، ان کے درجات بلند کرے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسے عالم باعمل جماعت کو اللہ تعالیٰ اور بھی عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ 18 رجولائی 2014ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 8 راگست 2014ء)

قادیان کا دینی سفر

(مکرم رفیع احمد صاحب، سیالکوٹ)

قرعہ فال زیارت باسعادت **"مقام ظہور قدرت ثانی"** اس عاجز کے نام نکلا تو دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ بمشکل دل کی دھڑکنوں کو سنبھالا۔ خاکساری کیا جسے بھی نوید سنائی گئی اس کی کیفیت خاکسار سے مختلف نہ تھی۔ بتانا مشکل ہے کہ تاریخ مقررہ تک پہنچنے کے لمحات کس قدر بے چینی اور اضطراب میں گزرے۔

اللہ اللہ کر کے 24 دسمبر 2013ء کا دن آن پہنچا۔ آخری سجدہ نماز فجر جامعہ بیت الذکر کوٹلی انوالی میں ادا کرنے کے بعد مکرم امیر صاحب شہر سیالکوٹ نے اپنی قائدانہ نصائح اور دعاؤں سے رخصت کیا۔ قریب دس بجے صبح واہگہ بارڈر پر ڈیوٹی پر ماموراحباب جماعت نے والہانہ استقبال سے رونق بڑھائی۔ بعدہ پرتکلف ناشتہ سے تواضع کی گئی۔ پھر واہگہ باڈر کراس کر کے اٹاری پہنچے جہاں سے قریباً نوے کلومیٹر کا سفر طے کر کے قادیان کی زیارت سے لطف اندوز ہوئے اور قادیان کے خدام نے خوب دل کھول کر اللہ اکبر کے نعروں سے خوش آمدید کہہ کر دل کو گرما دیا۔ ٹرانسپورٹ کی ڈیوٹی ہو یا امیگریشن کے فارم پُر کرنے کا معاملہ ڈیوٹی پر مامور خدام نے خوب اپنائیت سے دل موہ لئے۔

سرائے طاہر میں احباب جماعت مدرسۃ المبشرین، جبکہ نصرت گرلز کالج میں مستورات کو ٹھہرایا گیا۔ پھر رجسٹریشن کارڈز سے اپنے سینوں کو سجایا گیا۔ نماز تہجد و فجر کے بعد درس قرآن کریم سے مستفیض ہونے کے بعد مقامات مقدسہ کی زیارات کا مرحلہ آیا تو سانسوں کی تیزی چشم پرآب سے مقدس مقامات کی عکس بندی کی۔ بہشتی مقبرہ کی زیارت کی اور دعا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دارالمسیح، بیت المبارک ستارہ پر روشن منارۃ المسیح، بیت الفکر، بیت النور، بیت الدعا کے علاوہ انجمن احمدیہ کے دفاتر اور دیگر دفاتر سلسلہ کے نظاروں سے تشنہ آنکھوں کی پیاس تھی کہ بجھنے کا نام نہ لیتی تھی۔

پھر جلسہ سالانہ کے تینوں ایام روح پرور اور ایمان افروز تقاریر سے استفادہ کرتے رہے۔ جلسہ پر مذہبی رواداری کا وہ عظیم الشان مظاہرہ دیکھا جو صرف اور صرف جماعت احمدیہ کا ہی طرۂ امتیاز ہے۔ پیار محبت اور یگانیت کا عملی نمونہ انہی کا ورثہ ہے۔ جلسہ سے نہ صرف اکابرین جماعت نے بلکہ دیگر مذاہب ہندو، سکھ، عیسائی قائدین اور دیگر سرکردہ شخصیات نے بھی خطاب کیا اور جماعت کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ بھارت کے علاوہ 40 ممالک کے نمائندوں نے جلسہ سالانہ میں اپنے ملکوں کی نمائندگی کی۔ جلسہ میں سب ایک دوسرے سے ایسے مل رہے تھے جیسے مدتوں کے بچھڑے مل رہے ہوں اور اس کا اظہار نہ صرف زبان سے بلکہ خوشی سے کھلے چہروں سے بھی دکھائی دیا۔ دس روز برکات کے سائے میں وقت گزار کر جماعتی احکامات کی تعمیل میں واپس آنا پڑا۔ وگرنہ قادیان میں تو مدتوں رہنے کا جی کرتا ہے۔ یوں مورخہ 24 دسمبر 2013ء سے شروع ہونے والا دینی سفر 3 جنوری 2014ء کو اختتام پذیر ہوا۔ فالحمدللہ۔

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2014ء

عیب پوشی

''اللہ تعالیٰ کو ہزار ہا عیب اپنے بندوں کے معلوم ہوتے ہیں، مگر ظاہر نہیں کرتا''

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ النور:20)

''یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔ (ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کو ہزار ہا عیب اپنے بندوں کے معلوم ہوتے ہیں، مگر ظاہر نہیں کرتا۔'' (ملفوظات جلد اول، صفحہ 126)

دوسروں پر عیب مت لگاؤ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسروں پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں۔ لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ سے ہے۔ بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں''۔ (ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ، صفحہ 573)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا تعالیٰ کا نام ستار ہے۔ پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہئے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 572)

کمزور بھائیوں کا بار اُٹھاؤ

اپنے کمزور بھائیوں کا بوجھ اٹھانا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے اس بارہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کمزور بھائیوں کا بار اُٹھاؤ۔ عملی ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ اُن کی پردہ پوشی کی جاوے۔ صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو، کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔''

(ملفوظات جلد دوم، صفحہ 263-264)

❁❁❁❁❁

قسط اول

1857ء کی جنگ کا پس منظر

بسا اوقات حقائق کو جذبات کی عینک سے دیکھا جاتا ہے لیکن ٹھوس حقائق کا تجزیہ تاریخی حقائق کو سمجھنے کیلئے ضروری ہوتا ہے

(مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

1857ء کا سال ہندوستان بلکہ دنیا کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔اس دور میں برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کا قبضہ بڑھتا جا رہا تھا۔جو علاقے مقامی حکمرانوں کے زیرِ نگین تھے وہ طوائف الملوکی کا شکار تھے۔اس وقت اچانک انگریز حکمرانوں کے خلاف بغاوت بھڑک اُٹھی۔ ایک کے بعد دوسری چھاؤنی میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم ان کے خلاف کھڑے ہو گئے۔پورا ہندوستان جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔ابتداء میں انگریزوں کو شدید نقصان اُٹھانے پڑے۔چند ماہ کی جنگ کے بعد انگریزوں کی فتح ہوئی اور پھر وہ منحوس وقت آیا جس میں فاتح قوم کا تمام تر عتاب مسلمانوں پر گرا۔ان کی جاگیریں ضبط کر لی گئیں۔ہزاروں کو سرِ عام پھانسی دی گئی۔مقدمات قائم کئے گئے۔بہت سے معزز مسلمان کالے پانی بھجوا دیئے گئے اور وہ وہیں مر گئے۔ایک طرف تو مسلمان انگریزوں کے غصہ کا شکار بن رہے تھے دوسری طرف ہم وطنوں نے بھی نظریں پھیر لیں۔جس نے مسلمانوں کے خلاف گواہی دی اسے انعام و کرام سے نوازا گیا۔جس نے مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کی اسے بھی گردن زدنی سمجھا گیا۔یہ صورتِ حال ایک عرصہ تک رہی۔پھر ملکہ وکٹوریہ کے عام معافی کے اعلان کے بعد مظلوم مسلمانوں کی اشک شوئی کی صورت پیدا ہونی شروع ہوئی۔

اس جنگ کے بارے میں گذشتہ ڈیڑھ سو سال میں بہت کچھ لکھا گیا،بہت سی کتب 1947 سے قبل لکھی گئیں جن میں اس جنگ کے عینی شاہدین نے بھی اس سانحہ پر بہت کچھ لکھا۔پھر 1857 کے بعد اسی جنگ کے بارے میں ایک اور طرز کا لٹریچر منظرِ عام پر آنا شروع ہوا۔رفتہ رفتہ بہت تاریخی حقائق دھندلکوں میں غائب ہونے لگے۔اس مضمون کا مقصد 1857ء کی جنگ کے بعض ایسے حقائق بیان کرنا ہے جو مرورِ زمانہ کے ساتھ اب نظروں سے اوجھل ہو چکے ہیں۔بسا اوقات مضمون نگار کا نکتہ نظر تاریخی حقائق کو چھپانے کا باعث بن جاتا ہے۔اس مضمون میں مستند حوالہ جات درج کئے جا رہے ہیں۔اس جنگ کے بارے میں بہت سے سوالات انسانی ذہن میں جنم لیتے ہیں جن کا ایک ایک کر کے جائزہ پیش کیا گیا ہے۔تاہم اس مضمون کا مقصد 1857ء کی جنگ کے پس منظر کا جائزہ لینا ہے باقی تفصیل زیرِ محل نہیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت

1857 کی جنگ سے قبل ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت تھی۔اس ضمن میں ایک اہم سوال یہ اُٹھتا ہے کہ 1857 کی جنگ سے قبل ہندوستان میں انگریزوں کے بڑھتے ہوئے تسلط کے بارے میں کیا جذبات تھے؟ عمومی طور پر مقامی لوگ اس صورتِ حال کو دو پہلوؤں سے

دیکھ سکتے تھے۔ایک پہلو یہ کہ جب بھی کسی ملک میں غیر ملکی باشندوں کا اقتدار بڑھ رہا ہوتو اسے طبعاً خوشکن نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا۔اسے حسد اور شک کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔1857 سے چند سال قبل ایسٹ انڈیا کمپنی ایک ایک کر کے ان ریاستوں کو اپنی حکومت میں شامل کرتی جا رہی تھی جو کہ پہلے کمپنی کے زیر سایہ ہی سہی لیکن آزاد حیثیت رکھتی تھیں۔

1853 میں جھانسی کو اور 1854 میں ناگپور کی ریاستی حیثیت ختم کر کے انہیں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت میں شامل کر لیا گیا۔ پھر 7 فروری 1856 کو اودھ کی مسلم ریاست کو بھی ضبط کر کے کمپنی کی حکومت میں شامل کر لیا گیا۔ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے یہ الزام لگایا گیا کہ اودھ کے نواب واجد علی شاہ حد سے بڑھی ہوئی عیاشانہ زندگی گذار رہے ہیں۔اس پس منظر میں دہلی کے برائے نام بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو بھی یہ خدشات پیدا ہوئے کہ ان کے بعد اب ان کے خاندان میں یہ نام کی بادشاہت بھی نہ رہے گی۔بعض مغربی محققین بھی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ پس منظر ایک بڑی وجہ تھی کہ 1857ء میں ہندوستان بھر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے تنخواہ دار فوجیوں نے ان کے خلاف بغاوت کر دی۔

(The Last Mughal, by William Dalrymple, published by Penguin Books 2007 p 126-128)

لیکن یہ امر قابل ذکر ہے کہ خود اس دور کے نمایاں مسلمان مصنفین کے نزدیک اودھ یا دوسری ریاستوں کا انگریزوں کے زیر تسلط آ جانا ہندوستان کے مقامی باشندوں کو ناگوار تو گذرا تھا اور عہد شکنی بھی تھی لیکن حقیقت میں یہ قدم انگریزوں کے خلاف بغاوت بھڑکانے کا باعث نہیں بنا تھا۔سرسید احمد خان "اسباب بغاوت ہند" میں لکھتے ہیں:

"اودھ کی ضبطی کو بھی ہم سب اس سرکشی کا نہیں سمجھتے اس میں کچھ شک نہیں کہ اودھ کی ضبطی سے سب لوگ ناراض ہوئے اور سب نے یقین کیا کہ آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے خلاف عہد اور اقرار کے کیا۔عموماً رعایا کو ضلع اودھ سے اس قدر ناراضگی ہوئی تھی جتنی کہ ہمیشہ ہوا کرتی تھی جب کمپنی کسی ملک کو فتح کرتی تھی جس کا بیان آگے آئے گا،زیادہ تر ڈر اور خوف اور ناراضی دلی والیان اور رئیسان خود مختار ہندوستان کو ہوئی تھی۔سب کو یقین تھا کہ اس طرح سب کے ملک اور سب کی ریاستیں اور حکومتیں چھینی جائیں گی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ صاحب ملک رئیسوں میں سے کوئی باغی نہیں ہوا۔اس فساد میں اکثر وہی لوگ ہیں جن کے ملک ان کے ہاتھ میں نہیں ہیں۔اس کے جواب میں یہ مت کہو کہ جھجر کا نواب اور بلب گڑھ کا راجہ اور فلاں فلاں باغی ہو گیا۔"

(اسباب بغاوت ہند، ناشر سنگ میل پبلیکیشنز 2009 ص 29)

57ء کی جنگ کے دوران اودھ میں موجود ایسٹ انڈیا کمپنی کے فوجیوں نے بھی انگریز حکمرانوں کے خلاف بغاوت کی تھی اور نواب واجد علی شاہ کے ایک بیٹے کو برائے نام بادشاہ مقرر کیا تھا اور بہادر شاہ ظفر کو اپنی اطاعت کا خط بھی لکھا تھا۔لیکن اس وقت کے نمایاں مسلمانوں کی رائے یہی تھی کہ اودھ کے بادشاہ کو ان مظالم کی سزا ملی ہے۔کیونکہ اس کے بعد عمومی طور پر عوام میں اور خاص طور پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے سپاہیوں میں یہ تاثر عام تھا کہ اب جلد انگریز تمام ہندوستان کو اپنے قبضہ میں لے لیں گے۔جیسا کہ عدالت میں بہادر شاہ ظفر کے طبیب حکیم احسن اللہ نے یہ گواہی دی۔

"الحاق اودھ کا دہلی میں بہت چرچا ہوتا تھا،مگر دہلی کی اسلامی آبادی بسبب سنی ہونے کے اسے بری نگاہ سے نہ دیکھتی تھی۔نیز ان کے ایک مولوی امیر علی نامی کو مع چار پانچ سو سنیوں کے ہنومان گڑھی کے موقع پر بادشاہ اودھ کے حکم

سے توپ کے منہ سے اڑا دیا گیا تھا اور وہ لوگ تو کہا کرتے تھے کہ شاہ اودھ کو اتنے بے گناہ سپاہیوں کے خون بہانے کی سزا ملی ہے جو اس کا ملک چھن گیا۔ دہلی کے ہندو باشندوں سے بھی میں نے کوئی ایسی بات نہ سنی جس سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ الحاق اودھ سے ناراض تھے۔ البتہ سپاہی کہا کرتے تھے کہ جس طرح انگریزوں نے اودھ پر قبضہ کیا ہے، وہ رفتہ رفتہ تمام ملک پر قابض ہو جائیں گے۔ میں نہیں خیال کرتا کہ اسباب بغاوت میں الحاق اودھ بھی ایک سبب ہو۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ سپاہیوں کے اظہار رو خفگی کے رنج کا کوئی محل ہی نہیں تھا، کیونکہ ان کا کچھ کھویا نہیں گیا تھا بلکہ برخلاف اس کے انہیں حکومت اودھ کے ظلموں سے نجات مل گئی تھی۔ جو سپاہی دہلی میں تھے، انہوں نے بالخصوص الحاق اودھ پر کبھی ناراضگی ظاہر نہیں کی۔ میں کہتا ہوں اگر الحاق اودھ نہ بھی ہوتا، تب بھی سپاہی بغاوت کرتے کیونکہ ان کی تدابیر بار آور ہو چکی تھیں۔ لکھنؤ کی تین یا چار رجمنٹوں نے بادشاہ کو عرضی بھیجی تھی کہ اودھ پر پورا قبضہ کر لینے کے بعد وہ دہلی کی طرف بڑھیں گی اور انہوں نے انگریزوں کو بیلی گارڈ میں محصور کر لیا ہے۔ قدرت اللہ خاں رسالدار ایک سو سواروں کے ساتھ تمام اودھ کی فوجوں کی طرف سے عرضی لے کر آئے تھے اور جواں بخت کے ذریعہ دربار شاہی میں باریاب ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک سکہ بادشاہ کے حضور میں پیش کیا جو بہادر شاہ کے نام کا ڈھالا ہوا تھا۔ سکہ پر مندرجہ ذیل الفاظ کندہ تھے:

"سراج الدین بہادر شاہ غازی"

(1857ء مجموعہ خواجہ حسن نظامی، میل پبلی کیشنز، لاہور مطبوعہ 2007 صفحہ 339)

گو کہ عمومی طور پر ہمیشہ بیرونی حکمرانوں کے تسلط کے خلاف جذبات بھڑکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی طبعاً ہر شخص ایسی حکومت کے زیر نگین رہنا پسند کرتا ہے کہ جس کا نظم و نسق بہتر ہو اور جس حکومت کے تحت امن و امان ہو۔ اس حوالے سے ہندوستان کے باشندے مقامی حکمرانوں کے درمیان اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کے درمیان کسے بہتر سمجھتے تھے؟ اس کے بارے میں سر سید احمد خان لکھتے ہیں:

"اس فساد کا یہ بھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اس حسرت اور اس افسوس کے باعث سے کہ ہندوستانیوں کے قدیم ملک پر غیر قوم قابض ہو گئے تھے۔ تمام قوم نے اتفاق کر کے سرکشی کی، سمجھنے کی بات ہے کہ ہمارے گورنمنٹ کی عملداری دفعتاً ہندوستان میں نہیں آئی تھی بلکہ رفتہ رفتہ ہوئی تھی جس کی ابتدا سنہ 1757ء وقت شکست کھانے سراج الدولہ کے، پلاسی پر سے شمار ہوتی ہے۔ اس زمانہ سے چند روز پیشتر تک تم رعایا اور رئیسوں کے دل ہمارے گورنمنٹ کی طرف کھینچے تھے اور ہمارے گورنمنٹ اور اس کے حکام معہد کے اخلاق اور اوصاف اور رحم و عطا اور استحکام عہد اور رعایا پروری اور امن آسائش سن سن کر جو عملداریاں ہندو اور مسلمانوں کی ہمارے گورنمنٹ کے ہمسایہ میں تھیں وہ خواہش رکھتی تھیں اس بات کی کہ ہمارے گورنمنٹ کی حکومت کے سایہ میں ہوں۔ بادشاہان ملک غیر بھی کمال اعتماد رکھتے تھے۔ ہمارے گورنمنٹ پر اور جو عہد و میثاق ہمارے گورنمنٹ سے باندھتے تھے اس کو بہت ہی پکا اور پتھر کی لکیر سمجھتے تھے باوجودیکہ ہمارے گورنمنٹ کو پہلے کی بہ نسبت اب بہت بڑا اقتدار ہے برعکس ہندوستانیوں کے کہ ہندوستان کے رئیسوں اور صوبہ داروں اور والیان ملک کو جو طاقت اور اختیار پہلے تھا اس کا عشر عشیر بھی اب نہیں حالانکہ ان زمانوں میں بہت سی لڑائیاں ہمارے گورنمنٹ کو ہندوستان کی ہر قوم ہندو مسلمان سے پیش آئیں اور ہمارے گورنمنٹ فتح یاب ہوتے گئے اور تمام ہندوستانیوں کو یقین تھا کہ ایک دن تمام ہندوستان پر ہمارے گورنمنٹ کی حکومت ہو گی اور یہ سب رعایا ہندوستان کی، کیا ہندو اور کیا مسلمان ایک دن ہمارے

گورنمنٹ کے قبضہ قدرت میں آئے گی باوجود ان باتوں کے اس زمانہ میں کسی طرح کی سرکشی اور گورنمنٹ کا مقابلہ نہیں ہوا کہ سب تاریخیں اس ذکر سے خالی ہیں۔"

(اسباب بغاوت ہند، از سر سید احمد خان، سنگ میل پبلیکیشنز 2009ص29)

دہلی کے بادشاہ کا انگریزی عملداری کے بارے میں نظریہ

1857 کی جنگ میں آغاز کے کچھ دیر بعد ہی دہلی تمام سپاہیوں کا مرکز بن گیا اور چاہتے ہوئے یا نہ چاہتے ہوئے دہلی کے نام نہاد بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی شخصیت اس جنگ کا مرکزی نکتہ بن گئی۔ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ دہلی میں، جو کہ مغلیہ سلطنت کا دارالحکومت تھا، انگریزوں کا سلطنت کس طرح ہوًا؟ اور اس جنگ سے قبل بہادر شاہ ظفر کی اصل حیثیت کیا تھی؟ جب بہادر شاہ ظفر پر مقدمہ چلایا گیا تو انگریز وکیل نے صورت حال کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا اور اسے خواجہ حسن نظامی صاحب نے "بہادر شاہ کا مقدمہ" میں درج کیا کہ:

"ملزم برٹش گورنمنٹ ہند کے پنشن خوار رہوئے یعنی ان کے دادا شاہ عالم مرہٹوں کی قید شدید میں تھے اور جب 1803ء میں سلطنت انگلشیہ نے انہیں شکست دی تو شاہ عالم نے برٹش گورنمنٹ کی حفاظت میں آنے کی درخواست کی۔ چنانچہ انہیں حفاظت میں لے لیا گیا اور اس وقت سے فرضی بادشاہان دہلی، گورنمنٹ برطانیہ کی رعایا سمجھے جاتے تھے۔ پھر جہاں تک اس خاندان کا تعلق ہے معلوم رہے کہ کسی کو کسی قسم کی شکایت یا تکلیف نہیں تھی اور ایک بات یہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ملزم کے جد امجد شاہ عالم نے صرف تخت ہی کو ضائع نہیں کر دیا تھا بلکہ ان کی دونوں آنکھیں بھی نکال لی گئی تھیں اور وہ ہمہ قسم کے مظالم کا شکار بنائے گئے تھے اور قید شدید میں رکھے گئے تھے، جبکہ لارڈ لیک نے انہیں آزاد کرایا اور ان کی ابتر حالت پر ترس کھا کر ازراہ ہمدردی فراخدلی سے وظیفہ اور مرتبہ عطا کیا جو ان کے جانشینوں تک بدستور باقی رکھا گیا۔ حتی کہ اس مار آستین نے اپنے دانت انہیں پر مارے جن کا وہ احسان مند تھا اور جو اس کی زندگی کا موجب ہوئے تھے۔"

(1857 مجموعہ خواجہ حسن نظامی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور 2007ص308)

تو حقیقت یہ تھی کہ خود مغل بادشاہ نے انگریزوں سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ دہلی پر قبضہ کر کے اسے اپنی پناہ میں لے لیں۔ اور اس وقت سے 1857 تک مغل بادشاہ دراصل ایسٹ انڈیا کمپنی کا تنخواہ دار تھا۔ اور اصل میں حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کی تھی۔ اور دہلی پر انگریزوں کے قبضہ سے قبل خود مغل بادشاہ اپنے ہم مذہب اور ہم وطن حملہ آوروں کے اتنے شدید مظالم کا نشانہ بنا ہوًا تھا کہ انہوں نے اس کی آنکھیں بھی نکال دی تھیں۔ جب میرٹھ میں بغاوت کا آغاز ہوًا اور سپاہی دہلی میں آگئے اور انہوں نے بادشاہ سے سرپرستی کرنے کی درخواست کی تو بہادر شاہ ظفر کے درباری ظہیر دہلوی بیان کرتے ہیں کہ بہادر شاہ ظفر نے انہیں یہ جواب دیا:

سنو بھائی مجھے بادشاہ کون کہتا ہے۔ میں تو فقیر ہوں۔ ایک تکیہ بنائے ہوئے اپنی اولاد کو لئے بیٹھا ہوں۔ بادشاہت تو بادشاہوں کے ساتھ گئی۔ میرے باپ دادا بادشاہ تھے جن کے قبضے میں ہندوستان تھا۔ سلطنت تو سو برس پہلے میرے گھر سے جا چکی تھی...... میرے باپ دادا کے قبضے سے ملک نکل گیا۔ قوت لایموت کو محتاج ہو گئے۔ خصوصاً میرے جد بزرگوار حضرت شاہ عالم بادشاہ غازی کو جب غلام قادر نمک حرام نے قید کر کے نابینا کیا ہے تو پہلے مرہٹوں کو طلب کیا گیا تھا اور انہوں نے اس نمک حرام کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ حضرت بادشاہ کو قید سے چھڑوایا۔ چند سال مرہٹے بادشاہ کی

جانب سے مختار رہے مگر بادشاہ کے صرف مطبخ کا بندوبست بھی نہ کر سکے۔لاچار ہو کر میرے دادا نے منجانب سلطنت برطانیہ رجوع کیا اور انگریزوں کو بلوا کر اپنے گھر کا مختار فرمایا اور ملک ہندوستان ان کے تفویض کیا اور ان لوگوں نے حسب دلخواہ اخراجات شاہی کا بندوبست کر دیا اور ملک میں امن وامان کا ڈنکہ بجا دیا۔

اس روز سے آج تک ہم لوگ بہ عیش وعشرت تمام بسر کرتے چلے آتے ہیں۔ہمیں کسی طرح کا فکر و اندیشہ دامن گیر نہیں اور بکمال خوشحالی و فارغ البالی وعیش وعشرت سے بسر اوقات کرتے ہیں لڑائی جھگڑے سے کوئی کام نہیں۔اس کا انسداد اور انتظام انگریز لوگ خود کر لیتے ہیں۔میں تو ایک گوشہ نشین آدمی ہوں۔مجھے ستانے کیوں آئے ہو ......میرے پاس ملک نہیں کہ تحصیل کر کے تمہیں نوکر رکھوں گا۔میں کچھ نہیں کر سکتا......ہاں ایک امر میرے اختیار میں ہے۔البتہ وہ ممکن ہے کہ میں تمہارے درمیان میں ہو کر انگریزوں سے تمہاری صفائی کرا سکتا ہوں۔تم ابھی یہی ٹھیرے رہو۔میں نے صاحب ریذیڈنٹ کو بلوایا ہے۔وہ میرے پاس آنے والے ہیں۔پہلے میں ان سے دریافت کر لوں۔ان کی زبانی مجھے حال فتنہ و فساد معلوم ہو جائے گا اور خدا چاہے تو میں اس فساد کو رفع دفع کرا دوں گا۔غرض یہ گفتگو ہنوز نہ تمام تھی کہ فریزر صاحب ریذیڈنٹ بہمراہی قلعہ دار صاحب داخل دیوان خاص ہو گئے۔خواجہ سرا جا کر آداب کورنش بجا لایا۔اندر سے حکم آیا کہ دونوں صاحب محل میں حاضر ہوں۔اس وقت صاحب ریذیڈنٹ بہادر صاحب اور احسن اللہ خان اور محبوب اللہ خان ہر چہار اشخاص محل شاہی میں داخل ہوئے"

(داستان غدر از ظہیر دہلوی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2007 ص 49,48)

اس جنگ کو شروع کرنے والے کون تھے؟

یہ تجزیہ کرنا ضروری ہے کہ اس جنگ کو شروع کرنے والے اور شہر شہر پھیلانے والے آخر کون تھے؟ یہ امر قابل ذکر ہے کہ کسی ایک جگہ پر عوام الناس،علماء،روٴسا یا امراء کا طبقہ اس جنگ کو شروع کرنے کا باعث نہیں بنا بلکہ ہر مقام پر یہ جنگ لڑنے والے وہ سپاہی تھے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے تنخواہ دار تھے۔وہ اب تک انگریزوں کے سب سے زیادہ وفادار تھے۔ یہ وہ سپاہی تھے جنھوں نے ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم کرنے کے لیے اپنے ہم وطنوں سے جنگیں لڑیں بہادر شاہ ظفر کے درباری ظہیر دہلوی کا بیان ہے کہ جب دہلی میں پہلی مرتبہ باغی سپاہی اور انگریز ریزیڈنٹ کا سامنا ہوا تو ان میں درج ذیل سوال جواب ہوئے:

"**صاحب ریذیڈنٹ بہادر**: کیوں بابا لوگ یہ کیا فتنہ و فساد تم نے برپا کر دیا؟ ہم لوگوں نے تم لوگوں کو رومال سے پونچھ کر تیار کیا ہے۔ہم کو یہ دعویٰ تھا کہ اگر روس ہندوستان کی طرف پاؤں بڑھائے گا تو ہم سرحد پر اس کا سر توڑ دیں گے اور اگر ایران پیش قدمی کرنے کا ارادہ کرے گا تو ہم اس کو وہیں پسپا کر دیں گے۔اگر کوئی سلطنت ہندوستان کی طرف رخ کرے گی تو اس کو دندان شکن جواب دیں گے۔یہ خبر نہ تھی کہ ہماری فوج ہمارے ہی مقابلہ کو تیار ہوگی۔کیوں بابا لوگ۔شرط نمک خواری یہی تھی کہ آج تم ہمارے مقابلہ کو تیار ہو؟ ہم نے تم کو اسی واسطے کروڑہا روپیہ صرف کر کے تیار کیا تھا؟

سواران باغیہ: غریب پرور،حضور سچ فرماتے ہیں،اس میں کوئی شک نہیں سرکار نے ہم لوگوں کو اسی طرح پالا اور

پرورش کیا ہے۔ سرکار کے حقوق نمک ہم نہیں بھولیں گے مگر ہم لوگوں نے آج تک سرکار کی کوئی نمک حرامی نہیں کی۔ جہاں سرکار نے ہمیں جھونک دیا، ہم آنکھیں بند کر کے آگ میں پانی میں کود پڑے۔ کچھ خوف جوکھوں کا نہ کیا۔ سر کٹوانے میں کہیں دریغ نہ کیا۔ کابل پر ہمیں لوگ گئے۔ لاہور ہمیں لوگوں نے فتح کیا۔ کلکتہ سے کابل تک ہمیں لڑے بھڑے، سر کٹوائے، جانیں دیں اور حق نمک ادا کیا۔ اب جبکہ تمام ہندوستان پر سرکار کا قبضہ ہو گیا تو سرکار ہمارے دین آئین کے درپے ہوئی۔ ہمیں کرستان (عیسائی) بنانا چاہا۔ ہم سے ٹوٹا کٹوانے کو کہا تو ہم لوگ اپنے دین آبائی کو چھوڑ کر کس طرح بے دین ہو جائیں؟ ہم کو مرجانا قبول ہے مگر دین سے بے دین نہ ہوں گے۔ اب سرکار جو چاہے ہمارا کرے، ہم سب مرنے پر تیار ہیں اور ہم اپنے کو اس وقت تک مردہ تصور کر چکے ہیں کہ جس وقت جیل خانہ توڑ کر افسروں کو برآمد کیا۔

(داستان غدر مصنفہ ظہیر دہلوی۔ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور 2007 صفحہ 50-49)

اس بیان سے ظاہر ہے کہ بغاوت شروع ہونے کے بعد بھی یہ سپاہی یہی اعلان کر رہے تھے کہ وہ اب تک ایسٹ انڈیا کمپنی کے سب سے زیادہ وفادار اور جانثار رہے ہیں۔ اور ہندوستان کے جن علاقوں پر بھی اس کمپنی کا قبضہ ہوا وہ انہی سپاہیوں کی کاوشوں سے ہوا تھا۔ پنڈت کنہیا لال نے اس جنگ کی تاریخ میں اس امر کا بھی جائزہ لیا کہ مختلف مقامات پر جنگ کا آغاز کس طرح ہوا۔ اس تحقیق کی رو سے ہندوستان بھر میں جو جو مقامات اس جنگ کی لپیٹ میں آئے وہاں چند مثالوں کے علاوہ ہر مقام پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے یہ وفادار ملازم ہی اس کا باعث بنے۔

(باقی آئندہ)

حسنات دارین

(مکرم ڈاکٹر فیاض احمد شاہین صاحب)

گنہ گار بندے ہیں، دنیا میں گم ہیں
کرے ہیں پریشاں سوالات ہم کو

بلا کی کشش ہے، سدا کھینچتی ہیں
زمانے میں رائج خرافات ہم کو

ہمارے دلوں کو سکینت عطا کر
نہیں آتیں زیادہ مناجات ہم کو

فقط تجھ سے تیرا کرم مانگتے ہیں
کہ مطلوب کب ہیں کرامات ہم کو

تو سچا خدا ہے، تو حاجت روا ہے
عطا کرنا دنیا میں برکات ہم کو

بچانا عذاب جہنم سے مولا
عطا کرنا اُخریٰ میں حسنات ہم کو

2014ء کا امن نوبیل انعام جیتنے والے

فرانسیسی ادیب Patrick Modiano پارتریک مودیانو

(مکرم طارق حیات صاحب)

سال 2014ء کا امن کا نوبیل انعام جیتنے والے فرانسیسی ادیب Patrick Modiano ''پیٹرک مودیانو'' کی ولادت 30 جون 1945ء کو پیرس کے جنوبی نواحی علاقہ میں ہوئی۔ پیٹرک کے والد یہودی تھے، جبکہ والدہ بیلجیم کی فلیمش خاتون تھیں۔ جنگ عظیم دوم کے مابعد کے اس دور میں ''مودیانو'' کا بچپن اپنے نانا نانی کے پاس گزرا، جنہوں نے اسے فلیمش زبان سکھائی۔ اس دور کے مجموعی حالات نے ''مودیانو'' کو غیر معمولی حساس بنا دیا، کیونکہ اس کے والدین اپنے کام کی ذمہ داریوں سے فراغت پا کر ہی کبھی کبھار اس کو ملنے آتے تھے۔ مودیانو نے حکومتی امداد سے اپنے ہائی سکول کے اخراجات پورے کئے۔ اس کا بھائی Rudy دس برس کی عمر میں بیمار ہو کر فوت ہو گیا، الغرض بچپن کا یہ دور ''مودیانو'' پر خصوصی طور پر نقش ہو گیا۔ اس دور کی یادوں کو ''مودیانو'' نے 2005 میں ایک کتاب لکھ کر محفوظ کیا۔ ''مودیانو'' ہائی سکول کی تعلیم دوران ایک قابل طالب علم کے طور پر مشہور تھے، انہوں نے یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کی لیکن اعلیٰ تعلیم کا ارادہ ترک کر کے پوری توجہ تصنیف کی طرف رکھنے کا فیصلہ کیا۔

ادبی سفر

''پیٹرک مودیانو'' کے علمی و ادبی سفر میں خوش نصیبی کا آغاز تب ہوا جب اس کی سرپرستی زمانہ طالب علمی کے استاد اور مصنف Raymond Queneau نے کی۔ انہوں نے مودیانو کی جبلی صلاحیتوں کو جانچتے ہوئے ان کو ادبی راہ دکھائی، علمی حلقوں میں متعارف کروایا، ناشرین اور کتب فروشی سے منسلک لوگوں سے روابط بنانا سکھایا۔

مودیانو نے 1968 میں پہلا ناول لکھا جس کی رہنمائی کیونیو Queneau نے کی۔ اس کے ناول میں جنگ عظیم کے ایام میں ایک یہودی کی کہانی پیش کی لیکن یہ موضوع مودیانو کے والد کو یکسر پسند نہ آیا، ''مودیانو'' کی ساری زندگی اپنے والد کے حقیقی پیار سے محرومی میں گزری۔ مودیانو کے علمی اثاثوں کی طرف واپس لوٹیں تو اس پہلے ناول کا سال 2010 میں جرمن زبان میں ترجمہ ہوا تو ایک ایوارڈ کا حقدار ٹھہرا، لیکن اس کتاب کا تا حال انگریزی میں ترجمہ نہیں ہوا ہے۔ مودیانو نے مظلوم انسانوں کے المناک حالات کو اجاگر کیا۔ موصوف لازوال ادب تخلیق کرتے ہیں۔

مودیانو نے اپنی تخلیقات میں فرانس پر نازی سوشلسٹوں کے قبضے، اس قبضے کے دوران شناخت سے محرومی کے مسئلے اور یہودیوں کے ساتھ پیش آنے والے حالات کو موضوع بنایا ہے۔ مودیانو نے اپنی تخلیقات میں فرانس پر نازی

سوشلسٹوں کے قبضے، اس قبضے کے دوران شناخت سے محرومی کے مسئلے اور یہودیوں کے ساتھ پیش آنے والے حالات کو موضوع بنایا گیا ہے۔

ادبی دنیا میں مودیانو کو متعارف کروانے والے ریموں کینو سے مودیانو جیومیٹری کی ٹیوشن پڑھنے جایا کرتے تھے۔ ادب سے دلچسپی اتنی بڑھی کہ مودیانو نے اپنی یونیورسٹی تعلیم کو بھی خیر باد کہہ دیا اور پورا وقت اپنی ادبی تخلیقات کو دینا شروع کر دیا۔ اب تک فرانسیسی زبان میں مودیانو کے چالیس سے زیادہ شاہکار شائع ہو چکے ہیں، جن میں سے کئی ایک انگریزی میں بھی ترجمہ ہوئے ہیں، مثلاً رنگ آف روڈز، آٹرلیس آف میلائس اور ڈپی مون۔

مودیانو کے ناول Missing Person یعنی لاپتہ شخص کے لئے انہیں 1978ء میں پری گوں کور کے اعلیٰ ادبی اعزاز سے نوازا گیا تھا۔

جناب مودیانو نے بچوں کے لئے بھی کتابیں تحریر کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اُنہوں نے فلموں کے اسکرپٹ بھی لکھے جبکہ 1974ء میں اُنہوں نے ممتاز فلم ہدایتکار لوئس مال کے ساتھ مل کر ایک فلم لاکومبے، لُوسیاں بھی بنائی تھی۔ سن 2000ء میں انہوں نے کن فلمی میلے کی جیوری کے ایک رکن کے طور پر بھی اپنا کردار ادا کیا تھا۔

سویڈش اکیڈمی کے مستقل سیکرٹری پیٹر انگلینڈ نے کہا کہ زمانہ، یادیں اور شناخت ایسے موضوعات ہیں، جو مودیانو کی تحریروں میں بار بار نظر آتے ہیں۔ سویڈش نشریاتی ادارے ایس وی ٹی سے باتیں کرتے ہوئے انگلینڈ نے کہا: اُن کی کتابیں ایک دوسرے سے باتیں کرتی ہیں، وہ ایک دوسرے کی بازگشت ہیں۔ یہ چیز اُن کی تخلیق کو ایک طرح سے منفرد بناتی ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک طرح سے ہمارے دور کے مارسل پروسٹ ہیں۔

2014ء کا نوبل انعام برائے ادب پانے والے فرانسیسی ادیب پارتر یک مودیانو آج کل پیرس میں رہتے ہیں۔ آپ یہ انعام حاصل کرنے والے پندرہویں فرانسیسی ادیب ہیں۔ انہیں یہ انعام دینے کا اعلان جمعرات نو اکتوبر کو اسٹاک ہوم میں سویڈش اکیڈمی کی جانب سے کیا گیا۔ اکیڈمی کا کہنا تھا کہ مودیانو کو آٹھ ملین کرونز (ایک اعشاریہ ایک ملین ڈالر) کا یہ انعام اُن کے واقعات کو یاد رکھنے کے اُس فن کے لیے دیا جا رہا ہے، جس کی مدد سے اُنہوں نے انسانوں کے ساتھ پیش آنے والے انتہائی ناقابلِ تصور حالات کو بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ نازی سوشلسٹ قبضے کے دوران لوگوں نے وقت کیسے گزارا۔

مودیانو بہت کم انٹرویوز دیتے ہیں۔ 2012ء میں اُنہیں آسٹریا کے یورپی ادبی اعزاز سے نوازا گیا تھا۔ وہ اپنا نوبیل انعام برائے ادب دس دسمبر کو منعقدہ ایک تقریب میں وصول کریں گے۔ یہ تقریب ہر سال دس دسمبر کو اس لئے منعقد کی جاتی ہے کہ 1896ء میں اسی روز اِس انعام کی بانی شخصیت الفریڈ نوبل کا انتقال ہوا تھا۔

عالمی سطح پر ہر سال کی طرح امسال بھی علم دوست طبقہ کو معروف زمانہ سویڈش اکیڈمی کے فیصلہ کا انتظار تھا، کمیٹی نے سال 2014ء کے لئے ادب کے شعبہ میں نوبیل انعام کے حقدار مقدم الذکر فرانسیسی ناول نگار کے نام کا اعلان ماہ اکتوبر میں کیا گیا۔ تب تک دنیا کے اکثر علاقوں میں یہ نام اجنبی تھا لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ کو "پیٹرک مودیانو" کے ناولوں کا دنیا کی تیس سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے

لیکن انعام کے اعلان کے وقت اس مصنف کا شائد کوئی ایک ناول بھی انگریزی زبان کی کتب کی عام مارکیٹس میں زیر گردش اور انگریزی خواں کتب بینوں کے زیر مطالعہ نہ تھا۔

نوبیل انعام دینے والوں کی طرف سے 1901ء سے اب تک 111 مصنفین کو یہ اعزاز دیا جاچکا ہے جن میں سب سے زیادہ تعداد فرانس کے اہل قلم کی ہے۔ جبکہ بلحاظ زبان دیکھا جائے تو اس موقر عالمی انعام کے حقداروں میں انگریزی قلم کاروں کے بعد سب سے زیادہ تعداد فرانسیسی زبان میں لکھنے والوں کی ہے۔ نیز اب تک چھ مختلف سالوں میں (غالباً جنگ عظیم اول و دوم کی وجہ سے) اس انعام کا اعلان نہ ہوسکا۔ جبکہ بعض برسوں میں ایک سے زیادہ مصنفین کو یہ اعزاز بخشا گیا۔

ہر ایک سے رابطہ رہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

”میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔“

(سیرت حضرت مسیح موعود از مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 42)

(قیادت تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان)

میرے لوگ مر رہے ہیں!

(مکرم عبیداللہ علیم صاحب)

میں یہ کس کے نام لکھوں جو الم گزر رہے ہیں
میرے شہر جل رہے ہیں، میرے لوگ مر رہے ہیں

کوئی غنچہ ہو کہ گُل ہو کوئی شاخ ہو شجر ہو
وہ ہوائے گلستاں ہے کہ سبھی بکھر رہے ہیں

کبھی رحمتیں تھیں نازل اِسی خطّہ زمیں پر
وہی خطّہ زمیں ہے کہ عذاب اُتر رہے ہیں

وہی طائروں کے جُھرمٹ جو ہوا میں جُھولتے تھے
وہ فضا کو دیکھتے ہیں تو اب آہ بھر رہے ہیں

بڑی آرزو تھی ہم کو، نئے خواب دیکھنے کی
سو اب اپنی زندگی میں نئے خواب بھر رہے ہیں

کوئی اور تو نہیں ہے پس خنجر آزمائی
ہمیں قتل ہو رہے ہیں، ہمیں قتل کر رہے ہیں

مجالس کی مساعی

(قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

ریفریشر کورسز، میٹنگز، اجلاسات و اجتماعات

21/ستمبر مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زیر اہتمام زیر صدارت مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ مقامی طاہر بلاک کے عہدیداران کا ریفریشر کورس بمقام بیت الرحمٰن نصیر آباد رحمٰن منعقد ہوا۔حاضری 87 عہدیداران رہی۔اسی طرح **22/ستمبر کو نصر بلاک** کے عہدیداران کا ریفریشر کورس بیت الذکر دارالنصر وسطی میں منعقد ہوا۔حاضری 58 عہدیداران رہی۔

24/اگست مجلس انصاراللہ النور کراچی کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد ہوا۔حاضری 94 رہی۔

21/ستمبر مجلس انصاراللہ ٹیکسلا کے زیر اہتمام معلوماتی سیمینار بسلسلہ عشرہ تربیت منعقد کیا گیا۔مجموعی حاضری 23 رہی۔

31/جولائی مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام عہدیداران کا ریفریشر کورس ہوا۔حاضری 30 رہی۔

ماہ اگست نظامت انصاراللہ ضلع شیخوپورہ کے زیر اہتمام صحبت صالحین کے 2 پروگرام منعقد ہوئے جن کی مجموعی حاضری انصار 41،خدام 27 اور اطفال 15 رہی۔

ماہ اگست نظامت انصاراللہ ضلع شیخوپورہ کے زیر اہتمام اجتماع منعقد ہوا۔علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔مجموعی حاضری 55 رہی۔

ماہ اگست مجلس انصاراللہ واہ کینٹ کے زیر اہتمام سیرت النبیؐ اور قیام پاکستان کے موضوع پر ایک پروگرام زیر صدارت مکرم امیر صاحب منعقد ہوا۔حاضری 103 رہی۔

21/ستمبر مجلس انصاراللہ واہ کینٹ ضلع راولپنڈی نے تربیتی اجتماع منعقد کیا۔حاضری 107 رہی۔

میڈیکل کیمپس و خدمت خلق(ایثار)

ماہ ستمبر میں مجلس انصاراللہ پاکستان کے شعبہ ایثار کے زیر اہتمام ضلع سیالکوٹ اور ضلع نارووال کے سیلاب زدگان کے لئے ان علاقوں میں میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا جن میں ضلع سیالکوٹ کے 6 مقامات پر 3250 مریضوں اور ضلع نارووال کے 6 مقامات پر 3000 مریضوں کو ادویات دی گئیں،اس کے علاوہ 460 پیکٹ ہومیو میڈیسن جس میں بخار،نزلہ زکام،کھانسی پیٹ درد،اسہال،ہیضہ،جلدی امراض،جلدی کریم اور سانپ بچھو کے کاٹنے کی ادویات شامل ہیں جماعتوں میں تقسیم کیے گئے۔

ماہ اگست مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلّہ جات (دارالصدر غربی لطیف،دارالنصر وسطی،ناصر آباد جنوبی،دارالیمن شرقی صادق،دارالفتوح غربی،احمد نگر،نصرت آباد اور مجلس انصاراللہ مقامی نے 6 میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جن میں 719 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ماہ ستمبر مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلّہ جات دارالیمن وسطی حمد،ناصر آباد جنوبی اور احمد نگر نے 6 مقامات پر میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا۔جن میں 391 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

25/جولائی نظامت انصاراللہ ضلع خوشاب کے زیر انتظام مستحقین میں 415 سوٹ کے تحائف تقسیم کئے گئے اور مبلغ 6000 روپے کا راشن بھی 3 گھروں میں تقسیم کیا گیا۔

ماہ جولائی مجلس انصاراللہ دارالنور فیصل آباد نے مستحقین میں 62465 روپے جن میں راشن بھی شامل ہے تقسیم کئے گئے ، 227 مستحقین میں سوٹ تقسیم کئے گئے جبکہ 9 مرکز بھی بھجوائے

گئے اور 76 من گندم مستحقین میں تقسیم کی گئی۔

8/اگست نظامت انصاراللہ علاقہ فیصل آباد کے زیر اہتمام چک نمبر 194 ر ب میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں 187 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

ماہ جولائی مجلس انصاراللہ بشیر آباد کے زیر انتظام 25 پیکٹ عید گفٹ، 18 عدد سوٹ مالیت 45000 ہزار روپے اور نقدی تقسیم غرباء و مستحقین میں تقسیم کئے گئے۔

ماہ اگست نظامت انصاراللہ ضلع عمر کوٹ کے زیر اہتمام غرباء مستحقین کی 65000 روپے سے مالی مدد کی گئی۔ 100 مریضوں کی عیادت، 150 مستحقین کو کھانا کھلایا اور ضلع بھر کی ڈسپنسریز میں 980 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ماہ اگست مجلس انصاراللہ کنری نے دوانِ ماہ 220 مریضوں کا علاج کیا، نادار مریضوں میں 25000 روپے کی ادویات تقسیم کیں، 35 غرباء کی مبلغ ساٹھ ہزار روپے سے مالی مدد کی، 75 مستحقین کو کھانا کھلایا، چالیس مریضوں کی عیادت کی اور 28 پڑوسیوں سے حسنِ سلوک کیا گیا۔

ماہ اگست نظامت انصاراللہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام 8 مجالس نے 18 غرباء و مستحقین کی 12670 روپے سے مالی مدد کی، 9 مجالس نے علاج معالجہ کیلئے 9200 روپے کی مدد کی گئی نیز میڈیکل کیمپ کے ذریعہ 250 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

ماہ اگست میں مجلس انصاراللہ پیلو وینس ضلع خوشاب نے میڈیسن بکس سے 150 مریضوں کو ادویات دیں۔

ماہ اگست میں مجلس انصاراللہ ڈیرہ شیر مست ضلع خوشاب نے میڈیسن بکس سے 150 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

11/اگست مجلس انصاراللہ ملتان شرقی کے زیر اہتمام گلگشت کالونی میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا اور 83 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

24/اگست نظامت انصاراللہ ضلع حافظ آباد کے زیر اہتمام خانپور میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا اور 116 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

ماہ اگست مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام 3 میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا جن میں 1373 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

ماہ اگست مجلس انصاراللہ گلشن پارک لاہور نے میڈیکل کیمپ کے دوران 33 مریضوں کو ادویات دیں، میڈیکل کیمپ کے علاوہ بھی 19 مریضوں کو ادویات دی گئیں اور امدادِ یتامیٰ مبلغ 8630 روپے کی گئی۔

ماہ اگست مجلس انصاراللہ واپڈا ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام 4 میڈیکل کیمپس میں 278 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

ماہ ستمبر مجلس انصاراللہ دہلی گیٹ لاہور نے دوران ماہ مستحقین و غرباء میں مبلغ 37000 روپے کی مالی مدد کی۔

ماہ ستمبر مجلس انصاراللہ گلشن پارک لاہور نے میڈیکل کیمپ کے دوران 27 مریضوں کو ادویات دیں۔ میڈیکل کیمپ کے علاوہ بھی 34 مریضوں کا معائنہ کیا گیا۔ مدیتامیٰ کو مبلغ 89132 روپے کی امداد دی گئی۔

یکم اگست مجلس انصاراللہ دارالفضل فیصل آباد کے زیر اہتمام میڈیکل کیمپ میں 75 مریضوں کو ادویات دی گئیں اور امداد غرباء کی مد میں 25000 روپے ادا کئے گئے۔

17/اگست مجلس انصاراللہ کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام میڈیکل کیمپ میں 62 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ گیارہ مستحقین میں راشن مالیتی 27500 روپے تقسیم کیا گیا۔ علاوہ ازیں دیگر ضرورت مند اور مستحقین کی 5550 روپے سے اعانت کی گئی۔

21/ستمبر مجلس انصاراللہ کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام چک 117 ج ب میں میڈیکل کیمپ میں 65 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ماہ ستمبر میں مجلس انصاراللہ گوجرانوالہ غربی نے سیلاب زدگان کی بحالی کے لئے اپنی انفرادی کاوشوں سے مبلغ 1205000

روپے کا فنڈ اکٹھا کیا۔

21/ستمبر مجلس انصاراللہ گوجرانوالہ غربی نے مجلس بیج کالر میں میڈیکل کیمپ میں 72 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

21 ستمبر نظامت انصاراللہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے زیر اہتمام بمقام چک نمبر 20 تحصیل ملکوال میڈیکل کیمپ میں 110 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

28/ستمبر نظامت انصاراللہ ضلع بہاولپور کے زیر اہتمام بستی شکرانی اور رسول نگر میں میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا گیا جن میں 306 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

ماہ ستمبر مجلس انصاراللہ بدوملہی ضلع نارووال میں 5 مقامات پر میڈیکل کیمپس میں 2721 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

وقار عمل

17/اگست مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی نے بمقام ملیر توسیعی کالونی میں وقار عمل کیا گیا۔36 انصار نے حصہ لیا۔

21/ستمبر مجلس انصاراللہ ڈرگ کالونی کراچی کے زیر اہتمام وقار عمل کیا گیا جس میں 19 انصار نے شمولیت کی۔

21/ستمبر مجلس انصاراللہ کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام اجتماعی وقار عمل کیا گیا۔وقار عمل میں 30 انصار، 4 خدام اور 4 اطفال نے حصہ لیا۔

28/ستمبر مجلس انصاراللہ گلشن پارک لاہور کے زیر اہتمام وقار عمل کیا گیا۔حاضری انصار 86، خدام 31 اور اطفال 33 رہی۔

ذہانت و صحت جسمانی

22/جون نظامت انصاراللہ ضلع سانگھڑ نے پکنک پروگرام منایا جس میں 46 انصار شامل ہوئے۔

20/جولائی مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام میوزیکل چیئر کا مقابلہ ہوا جس میں 16 انصار نے حصہ لیا۔

24/اگست مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام پکنک پروگرام منعقد کیا گیا۔دوران پکنک علمی وورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔حاضری 41 انصار اور 5 اطفال رہی۔

21/اگست مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں حاضری انصار 39 رہی

17/اگست نظامت انصاراللہ ضلع لاہور کے زیر اہتمام ضلعی مجلس عاملہ، زعماء اعلیٰ اور نگران بلاکس نے پکنک منائی۔45 انصار، 2 خدام اور 5 اطفال نے شرکت کی۔

24/اگست مجلس انصاراللہ واپڈا ٹاؤن اور کینال بنک کی مشترکہ میٹنگ اور جلاس میں حاضری 44 رہی۔

8/اگست مجلس انصاراللہ دارالنور فیصل آباد کے زیر اہتمام پکنک پروگرام منعقد ہوا،صحت سے متعلق لیکچر دیا گیا،10 انصار سائیکل پروگرام میں شامل ہوئے۔24 انصار اور 6 خدام نے شمولیت کی۔

31/اگست مجلس انصاراللہ دارالحمد فیصل آباد کے زیر اہتمام پکنک پروگرام منعقد ہوا۔حاضری 39 رہی۔

21/ستمبر مجلس انصاراللہ کریم نگر فیصل آباد کے زیر اہتمام پکنک پروگرام منایا گیا اور ورزشی مقابلہ جات میں حاضری 30 رہی۔

29/اگست مجلس انصاراللہ گوجرانوالہ غربی کے زیر اہتمام پکنک پروگرام منعقد کیا گیا جس میں حاضری 17 رہی۔

14/ستمبر نظامت انصاراللہ ضلع ملتان کے زیر اہتمام پکنک کے پروگرام میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد نے شمولیت کی ،رسہ کشی اور گولہ پھینکنا کے مقابلہ جات کروائے گئے۔حاضری 35 احباب رہی۔

صف دوم

17/اگست مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی کے زیر اہتمام سائیکل جس میں کل 36 انصار نے شمولیت کی۔

21/ستمبر مجلس انصاراللہ ڈرگ کالونی کراچی کے زیر اہتمام سائیکل سفر کا انعقاد ہوا۔جس میں 7 سائیکل سواروں سمیت کل 19 انصار نے حصہ لیا۔

صد سالہ جوبلی کی دعائیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی دعاؤں کی تحریک

- سورۃ فاتحہ (کثرت سے پڑھیں)

- درود شریف۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (کثرت سے ورد کریں)

- سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اللہ جو عظمت والا ہے۔ اے اللہ تو رحمت نازل فرما، محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر

- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (آل عمران:9)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ (البقرۃ:251)

اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

- اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ (ابوداؤد کتاب الوتر باب ما یقول الرجل اذا خاف قومًا)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان ان کے سینوں میں ڈالتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے پناہ طلب کرتے ہیں۔

- اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے، ہر گناہ سے اور میں اس کی طرف جھکتا ہوں۔

- رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ (تذکرہ ایڈیشن چہارم 2004ء صفحہ 556)

اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔

- رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔ (آل عمران:148)

اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

- یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِیْ وَ مَزِّقْ اَعْدَآئَکَ وَ اَعْدَآئِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَکَ وَانْصُرْ عَبْدَکَ وَ اَرِنَا اَیَّامَکَ وَ شَھِّرْلَنَا حُسَامَکَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْکَافِرِیْنَ شَرِیْرًا۔ (تذکرہ ایڈیشن چہارم 2004ء صفحہ 426)

اے رب! تو میری دعا سن اور اپنے دشمنوں اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما اور ہمیں اپنے دن دکھا اور ہمارے لئے اپنی تلوار سونت لے اور انکار کرنے والوں میں سے کسی شریر کو باقی نہ رکھ۔

Editor: Ahmad Tahir Mirza

Monthly

Ansarullah

Regd #: FR - 8

ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org

Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631

Muharrum 1435 / Nabuat 1393 / November 2014

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

محرم کے مہینہ میں یہ دعا بھی بہت پڑھیں درود شریف بکثرت پڑھیں

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہیں، ہمیں صبر و استقامت کا سبق دے کر ہمیں جنت کے راستے دکھا دیئے۔ ان دنوں میں یعنی محرم کے مہینہ میں خاص طور پر جہاں اپنے لئے صبر و استقامت کی ہر احمدی دعا کرے، وہاں دشمن کے شر سے بچنے کے لئے رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کی دعا بھی بہت پڑھیں۔ پہلے بھی بتایا تھا کہ ہمیں یہ دعا محفوظ رہنے کے لئے پڑھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا بھی بہت پڑھیں۔ درود شریف پڑھنے کے لئے ...... پہلے بھی کہتا رہتا ہوں کہ اس طرف بہت توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ دشمن جو ہمارے خلاف منصوبہ بندیاں کر رہا ہے اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اپنی خاص تائید و نصرت فرمائے اور ہم پر رحم کرتے ہوئے دشمنانِ احمدیت کے ہر شر سے ہر فردِ جماعت کو اور جماعت کو محفوظ رکھے۔ ان کا ہر شر اور منصوبہ جو جماعت کے خلاف یہ بناتے رہتے ہیں یا بنا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انہی پر الٹائے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی آل میں شامل فرمائے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اصل مقام روحانی آل کا ہے۔ اگر جسمانی رشتہ بھی قائم رہے تو یہ تو ایک انعام ہے۔ لیکن اگر جسمانی آل تو ہو لیکن روحانی آل کا مقام حاصل کرنے کی یہ جسمانی آل اولاد کوشش نہ کرے تو کبھی اُن برکات سے فیضیاب نہیں ہو سکتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے منسلک ہونے سے اللہ تعالیٰ نے دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

پس ہمیں ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ جب بھی درود شریف پڑھیں اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کس حد تک اس درود سے فیضیاب ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں۔ کس حد تک زمانے کے امام کی بیعت میں آ کر قرآنِ کریم کی حکومت اپنے سر پر قبول کرنے والے ہیں۔ اللہ کرے کہ بزرگوں کے مقام کے یہ ذکر اور مخالفینِ احمدیت کی ہم پر سختیاں اور ظلم اور بعض حکومتوں کا ہم پر ان ظلموں کا حصہ بننا ہمیں پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہو۔ ہماری قربانیاں سعید فطرت لوگوں کو احمدیت کی آغوش میں لانے والی ہوں اور ہم احمدیت یعنی حقیقی (دین) کی فتوحات کے نظارے دیکھنے والے ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 23/نومبر 2012ء از الفضل انٹرنیشنل 14 تا 20/دسمبر 2012ء)